ذی الحجۃ ۱۴۴۴ھ / جون ۲۰۲۳ء
JUNE-2023 Rs. 30/-

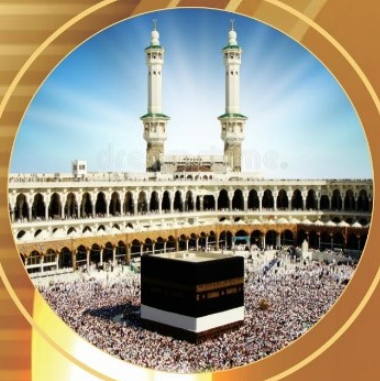

عید الاضحیٰ مبارک

بیٹیوں کی تربیت
مسجد کی چپل
سفر عشق ہے حج بیت اللہ
تاج الشریعہ اور تحفظ ایمان
تصوف! فکر رضا کی روشنی میں
علما میں حسد اور اس کا نقصان
فتنۂ ارتداد! حقیقت یا فسانہ؟
قربانی اپنے باپ کی بھولو نہ بیٹیو!
مادّہ پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
جذبے اور جنون کو مرنے نہ دیں
اے بنت حوا! تم کہاں جا رہی ہو؟
فتاویٰ تاج الشریعہ! تاریخ وتدوین
تاریخ مدینہ! ایک عظیم علمی شاہکار
نماز کا ایک انوکھا اور حیران کن پہلو
ہے رضا کے خانوادے میں الگ ان کا مقام
عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی
ٹرانس جینڈر! شریعت اور سائنس کے تناظر میں

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان
ماہنامہ سنّی دُنیا
بریلی شریف
MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF
مدیر اعلیٰ: مفتی محمد عسجد رضا خان قادری عطاری نوری بریلوی مدظلہ العالی

مُدیر
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیة جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

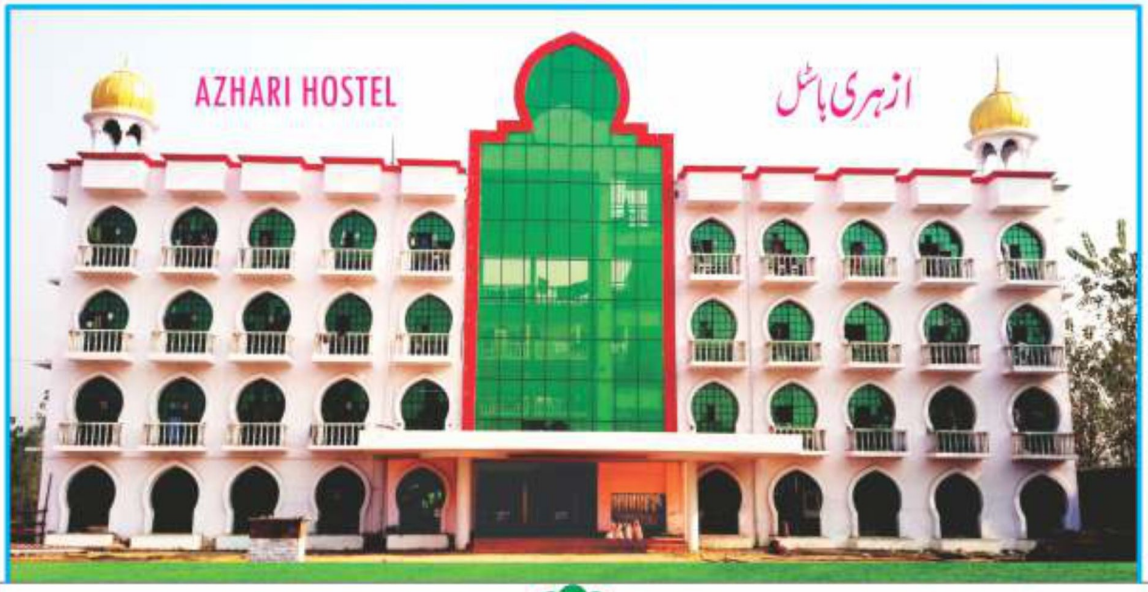

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت و جماعت سنیہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا ترجمان و اصل ماہنامہ

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۶
Issue No. 06
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
ذی الحجہ
جون ۲۰۲۳ء

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲ر سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ر سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	فتاویٰ تاج الشریعہ! تاریخ وتدوین	مولانا فیضان المصطفیٰ قادری	۵
اسلامیات	سفر عشق ہے حج بیت اللہ	مولانا خلیل احمد فیضانی	۷
☜	سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی	حافظ افتخار احمد قادری	۹
☜	مادّہ پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان	مفتی محمد اسلم رضا میمن	۱۱
☜	علما میں حسد اور اس کا نقصان	ڈاکٹر فیض احمد چشتی	۱۷
☜	عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ	مولانا عبد اللطیف نعیمی	۱۹
نقد ونظر	تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۲۳
رضویات	تصوف! فکر رضا کی روشنی میں	ڈاکٹر مشاہد حسین رضوی	۲۵
ازہریات	تاج الشریعہ اور تحفظ ایمان	محمد زبیر قادری	۲۷
تحقیقات	ٹرانس جینڈر! شریعت اور سائنس کے تناظر میں	مولانا عطاء النبی مصباحی	۲۹
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی	۳۷
احوال قوم وملت	اے بنت حوا! تم کہاں جا رہی ہو؟	مولانا غیاث الدین مصباحی	۴۰
احوال وطن	فتنۂ ارتداد! حقیقت یا فسانہ؟	غلام مصطفیٰ رضوی	۴۱
سخن در سخن	تاریخ مدینہ! ایک عظیم علمی شاہکار	ڈاکٹر معین احمد خاں بریلوی	۴۳
مختصرات	مسجد کی چپل	محمد شعیب خاں قادری	۴۷
☜	جذبے اور جنون کو مرنے نہ دیں	اسمٰعیل بدایونی	۴۸
☜	نماز کا ایک انوکھا اور حیران کن پہلو	سوشل میڈیا سے	۴۸
☜	عربی زبان کی حیرت انگیز خوبیاں	سوشل میڈیا سے	۴۹
☜	بیٹیوں کی تربیت	لقمان شاہد	۵۰
☜	حرام چھوڑ کر تو دیکھئے	سوشل میڈیا سے	۵۰
منظومات	ہے رضا کے خانوادے میں الگ ان کا مقام	محبوب گوہر اسلام پوری	۵۲
☜	قربانی اپنے باپ کی بھولو نہ بیٹیو!	افروز نعیمی، ابوظہبی	۵۴

دینی رسالے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مملو ہوتے ہیں، ان کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے

مہمان اداریہ

از: مولانا فیضان المصطفیٰ قادری*

فتاویٰ تاج الشریعہ! تاریخ وتدوین

علمی دنیا میں فقہ وفتاویٰ پر مشتمل کتابوں کا ایک سمندر موجزن ہے۔ لوگ ساحل سے تماشا دیکھتے ہیں اس لیے انھیں اِس سمندر کی طغیانیوں کا اندازہ نہیں ہوتا، ذرا اِس میں اتریں تو اِس کی وسعتوں اور پنہائیوں کا اندازہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ کسی نے ذرا اندر جانے کی ہمت کی تو اس کی موجوں اور لہروں کا سامنا ہوگا، جہاں سے فقہ وفقاہت کی وہ دنیا شروع ہوتی ہے جس میں صرف وہی لوگ قدم رکھ سکتے ہیں جن کے ساتھ کاتبِ تقدیر نے خیر کا ارادہ فرمالیا ہے۔ ان میں کچھ وہ ہیں کہ ابھرتی لہریں دیکھ کر ذرا گھبراہٹ نہیں ہوتی، بلکہ ان کی طبعِ رسا حوصلہ دیتی ہے کہ لہروں میں لہریں پیدا کر کے ان کی جولانیت کو جوبَن پر رکھیں۔ اِس عہد میں اُسی طبقۂ فقہا کے سرخیل حضور تاج الشریعہ ہیں۔

تاج الشریعہ کی شخصیت کثیر الجہات تھی، اور ہر جہت میں الگ الگ دنیا بستی تھی۔ عوام وخواص نے انھیں وقت کا سب سے بڑا پیر ومرشد مانا، شناورانِ سخن نے ان کو قادر الکلام شاعر جانا، اصحابِ افتا نے انھیں سب سے بڑا مفتی تسلیم کیا، جب علمی تحقیق وتدقیق پر آتے وقت کے عظیم باحث ونقاد نظر آتے۔ قدآور شخصیت، وقار وتمکنت، چہرے پر جھماجھم برستا نور، لاکھوں میں ایک نظر آنے والے وجود مسعود کو رشکِ آفتاب وماہتاب بناتے تھے، اس نورانی پیکر کی تعبیر کے لیے الفاظ کا دامن تنگ ہوا جاتا ہے۔ کیا کیا گنائیں، کیا کیا سنائیں، محبوب کی شخصیت کا ہر پہلو ہی تابندہ ودرخشندہ ہے: بقول شاعر

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

دوسرا شاعر کہتا ہے:

تیرے دندان ولب نے کر دیا بے قدر عالم میں
گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجاں کو

اس لیے فی الحال توجہ ایک ہی نکتے پر مرکوز رکھتے ہیں، جو کہ ہمارا موضوع ہے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ

ہمارے سامنے ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی دس جلدیں موجود ہیں۔ یہ مجموعۂ فتاویٰ گزشتہ عرس رضوی پر منظر عام پر آ گیا تھا، مگر ہم تک پہنچتے پہنچتے کچھ وقت لگ گیا۔ نہایت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب پیکٹ میں بند فتاویٰ تاج الشریعہ کی دس جلدیں جب موصول ہوئیں بڑے ادب سے پیکٹ کھول کر جلدوں پر ایک نظر ڈالی تو بے قرار دل کو قرار آیا، اسی وقت نیت کر لی کہ اس پر تفصیلی تبصرہ تحریر کرنا ہے، آقائے نعمت مرشد گرامی کے اتنے عظیم علمی سرمایہ کو اس قدر خوبصورت طباعت میں دیکھتے ہی اسے دل دے بیٹھے، ہمارے اندرون نے کہا کہ اس کے ظاہری حسن وجمال کے پرے اس کا جاہ وجلال بھی دیکھو، پھر چاہو تو اس کی ظاہری دلکشی اور رعنائیوں پر نثار ہو یا اس کی تہوں میں چھپے اسرار ومعانی پر فدا ہو جاؤ۔ لکھو جو لکھنا ہو، دنیا اگر کہنے لگے کہ ایک مرید کی ارادت بول رہی ہے، تو تمہاری تحریر بتائے گی کہ تمہاری باتوں میں دم ہے یا نہیں۔

تو آئیے ہمارے ساتھ، ہم فتاویٰ کی ایک نئی دنیا کی سیر کرتے ہیں، جہاں ہمیں اپنے علمی ذوق کی تسکین کا بہت کچھ سامان ملے گا۔ پہلے آپ ایک نظر ہمارے اس مقالے کے عناصر پر ڈالیں، اس ابتدائیہ کے بعد یہ مقالہ درج ذیل امور پر مشتمل ہوگا:

* مضمون نگار جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ لکھنؤ کے بانی اور نبیرۂ صدر الشریعہ ہیں۔

(۱) فتاویٰ تاج الشریعہ کی تاریخ
(۲) فتاویٰ تاج الشریعہ کے ابواب ومضامین
(۳) فتاویٰ تاج الشریعہ کے سائلین
(۴) فتاویٰ تاج الشریعہ کے فتاویٰ ومسائل کی تعداد
(۵) فتاویٰ رضویہ سے فتاویٰ تاج الشریعہ کے تناسبات
(٦) فتاویٰ تاج الشریعہ کے جدید مسائل
(۷) عصری مسائل کے حل کے لیے فتاویٰ تاج الشریعہ بحیثیت ماخذ
(۸) فتاویٰ تاج الشریعہ کا اسلوبِ بیان
(۹) فتاویٰ تاج الشریعہ اور قواعد فقہیہ
(۱۰) فتاویٰ تاج الشریعہ کی خصوصیات
(۱۱) فتاویٰ تاج الشریعہ پر ایرادات اور ان کا تجزیہ

ہم اس مقالے میں مذکورہ عناصر سے ایک تادس پر اپنا حاصلِ مطالعہ درج کریں گے اور گیارہواں باب فی الحال بالکل خالی چھوڑ دیں گے، تاکہ مستقبل میں کسی کج کلاہ کو نقد وجرح کا شوق چرّ ائے اور زور آزمائی کو میدان میں آئے تو اسی عنوان کے تحت اس کی بر وقت خدمت گزاری کی جاسکے۔

فتاویٰ تاج الشریعہ کی تاریخ

میرے آقائے نعمت وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، تاج دار اہل سنت، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے جامعہ ازہر سے آنے کے بعد ۱۹٦٦ء میں پہلا فتویٰ تحریر کیا۔ یہ سوال مدینہ منورہ سے آیا تھا، جو نکاح طلاق اور میراث پر مشتمل تھا، اسے لکھنے کے بعد پہلے حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ کو دکھایا، انھوں نے فرمایا کہ اسے اپنے نانا جان حضور مفتی اعظم ہند کو دکھائیے، حضور مفتی اعظم ہند نے دیکھا تو اس قدر جامع اور مبرہن فتویٰ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حوصلہ افزائی فرمائی، یہ تاج الشریعہ کی فتویٰ نویسی کا نقطۂ آغاز تھا پھر دار العلوم منظر اسلام میں تدریس شروع کی تو وہاں مستقل فتویٰ نویسی شروع کردی، وہاں آپ کے لکھے گئے فتاویٰ کی تعداد بہت ہے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ۱۹۸۱ء سے آپ مرجع فتویٰ بن گئے۔ ۱۹۸۳ء میں آپ نے ماہنامہ ''سنی دنیا'' جاری کیا، جس میں ایک کالم ''باب الاستفتاء'' شروع فرمایا۔ اس کالم میں حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ شائع ہوتے رہے۔ اسی دوران آپ نے مرکزی دار الافتاء قائم کیا، جس میں کئی اصحابِ افتاء کی تقرری فرمائی، خود بھی فتویٰ لکھتے اور دیگر مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی تصدیق و تائید بھی فرماتے۔

آپ کے فتاویٰ کی اشاعت کا سلسلہ گزشتہ چالیس سال سے جاری ہے۔ مرکزی دار الافتاء بریلی شریف کے قیام سے ہی مختلف رسائل میں ان کی اشاعت ہوتی رہی، کچھ تفصیلی فتوے رسالے کی شکل میں بھی شائع ہوئے مثلاً ٹائی کا مسئلہ، تصویروں کا حکم، تین طلاقوں کا شرعی حکم وغیرہ۔ اسی طرح آپ کے فتاویٰ کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں، مثلاً:

ازہر الفتاویٰ

انگلش زبان میں حضرت کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، پہلے یہی منظر عام پر آیا، یہ مجموعۂ فتاویٰ مغربی ممالک سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے، سوالات انگلش زبان میں پوچھے گئے تھے تو جوابات بھی انگلش میں ہی دیئے گئے، اس مجموعہ میں ۲۰ / بقیہ ص ۴٦ / پر

از: مولانا خلیل احمد فیضانی *

سفر عشق ہے حج بیت اللہ

دیں سراپا سوختن اندر طلب
انتہایش عشق و آغازش ادب

[اقبال]

ایک مومن کے دل میں ہمیشہ یہ آرزو مچلتی رہتی ہے کہ کاش وہ زندگی میں کبھی حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہو جائے اور پھر وہاں پہنچ کر خانۂ کعبہ کا طواف کرے، روضہ رسول کی زیارت سے قلب ونگہ کو شاد شاد کرے، الٰہی نشان صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے عاشقانہ اداؤں کو دہرائے، عطیہ الٰہی اور یادگار اسماعیل و ہاجرہ سلام اللہ علیہا یعنی زمزم شریف بار بار نوش کرے، مہبط وحی الٰہی کی زیارت کر کے قلب و روح کو سکوں پہنچائے، مراکز روحانیت کو بار بار تکتا رہے، عرفات و مزدلفہ میں وقوف کر کے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے، منی میں قربانی پیش کر کے قرب ربانی حاصل کرے۔

لاریب! اس سفر مسعود کا ایک ایک لمحہ عشق و عرفاں اور سوز و گداز سے عبارت ہوتا ہے، وہاں ہر سو نور ہی نور نظر آتا ہے، زائرین کا ہر ہر لمحہ سوز و گداز میں ڈوبا ہوا گزرتا ہے، کیا نہیں ہے اس سفر موج ظفر کی پنہائیوں میں، محبت ہے، رقت ہے، سسکیاں ہیں، آہیں ہیں، کرب ہے، درد ہے، مناجات ہے، گریہ وزاری ہے، تپش عشق ہے، لوگ اپنے وطن کو چھوڑ کر آل اوّلاد کو چھوڑ کر نجی کام دھندوں کو چھوڑ کر سچ پوچھئے تو ہر ایک کو چھوڑ کر اور ہر ایک سے کٹ کر صرف دو چادروں میں ملبوس بارگاہ مولیٰ و کوچہ جان جاناں کے پروانے بن جاتے ہیں، شمع کا پروانہ نہیں کہ جو حدود ادب کو لانگ کر جلوہ محبوب کی تابش سے خاکستر جائے۔

یہاں ادب ہے، تلقین ادب ہے، سانس بھی سن سن کے لیا جا رہا ہے، پیر ساکت ساکت اور جسم جامد جامد ہے، سراپا تصویر ادب بنا ہوا ہے، آنکھیں اشک بار ہیں، دل احساس گناہ سے بیٹھا جا رہا ہے، ماضی کی ساری لغزشیں پردہ ذہن پر آ رہی ہیں، جا رہی ہیں، مگر ادھر رحمت الٰہیہ کی صدائیں بھی غمزوں کو مژدہ مغفرت سنا رہی ہیں، فرامین مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکتے ہوؤں کو ڈھارس بندھا رہے ہیں کہ جس کا حج قبول ہوا اس کی مثال نوزائیدہ بچے کی طرح ہے، بار گناہ حاجی کے سر سے اتار لیا جاتا ہے، رحمت الٰہی بڑھ کر اس کا خیر مقدم کرتی ہے۔

جیسا کہ حج مبرور کے حوالے سے آتا ہے حج مبرور یعنی کہ جو حج شرف قبولیت حاصل کر جائے، اس کی فضیلت کے سلسلے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

''العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة۔ (بخاری شریف، حدیث 1773)

ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے، جو ان دونوں کے درمیان ہوئے ہیں اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔''

لکھتا ہے کہ حج بظاہر ایک سفر ہی ہے مگر اس کی پنہائیوں میں عشق والفت، وارفتگی و دیوانگی موجزن ہیں، حج کیا ہے؟ حج عشق و عرفان میں ڈوبے ہوئے اس سفر کا نام ہے جس میں ایک عاشق، بحکم الٰہی اپنے محبوب وطن کو چھوڑ کر، سفر کی کمر توڑ صعوبتیں برداشت کر کے ہواؤں، خلاؤں، دریاؤں، صحراؤں اور بیابانوں کو روندتا ہوا کوچہ جاناں میں داخل ہو جاتا ہے، بکھرے ہوئے بال بڑھے ہوئے، ناخن مرجھایا ہوا چہرہ گرد آلود سر، تارک مال وزر، گھر سے بے گھر، کھانے کی پرواہ نا پینے کی خبر، نہ وضعدار لباس اور نا ہی ظاہری رکھ رکھاؤ، نہ کلاہ و پاپوش کا احساس اور نا ہی

* مضمون نگار دار العلوم فیضان اشرف باسنی ناگور، راجستھان کے استاذ ہیں۔

لومہ لائم کی پرواہ، نہ چال میں سکون، نہ انداز میں قرار، آثار محبت سے وارفتہ، خانہ محبوب کے تصور سے ازخود رفتہ، آہ و بکا سے سوختہ اور رسمی وقار و تمکنت سے دل گرفتہ، دل و دماغ عظمت بیت الٰہی سے معمور، آنکھیں زیارت روضہ نبوی ﷺ سے مخمور، قلب و جگر انوار و برکات سے موفور۔

بس ایک ہی دھن میں مشغول، کشاں کشاں کوچہ محبوب میں کبھی یہاں تو کبھی وہاں، کبھی مکہ، کبھی مدینہ، کبھی عرفات کبھی منیٰ، غرض یہ کہ حج ان عاشقانہ اعمال اور والہانہ افعال کا نام ہے جو بے ساختہ ایک عاشق زار سے اس انداز میں صادر ہوتے ہیں کہ گویا وہ جذبہ محبت سے سرشار، محبوب کے جلوؤں میں سرمست ہے، یقیناً یہ مبارک سفر جس کو ہم نے سفر عشق لکھا ہے بڑی ہی سعادتوں، کرامتوں اور برکتوں والا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سفر عشق کا بار بار مسافر بنائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۱۰ کا بقیہ.....

علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل کو ہماری راہ میں قربان کردو، اللہ رب العزت کے اس مقبول و محبوب بندے نے اپنے فرزند ارجمند کو بلا کر بلا تردد قربانی کے لیے پیش کر دیا اور وفا شعار بیٹے نے بھی چوں چراں کے بغیر سر تسلیم خم کر دیا۔

یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

مقصد باپ کے ہاتھوں بیٹے کو قربان کرنا نہ تھا بلکہ کائنات ارضی میں بسنے والوں کو بتانا تھا کہ قرب خداوندی کا حصول اور اس کے احکام و ارشادات کے سامنے سر تسلیم خم کئے بغیر ناممکن ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور ابتلا و آزمائش سے انحراف کی راہ اختیار نہیں کرتا وہ ملک و ملت کا مقتدا و پیشوا بن جاتا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو بارگاہِ خداوندی میں اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ اسے تا قیامت سنت ابراہیمی کے طور برقرار رکھا گیا۔

◆◆◆

ص ۱۸ کا بقیہ.....

کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادِ مبارک فرمایا: تم حسد کی بیماری سے بہت بچو حسد اِنسان کی نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (مشکوۃ، حدیث نمبر ۵۰۴۰ / ابوداؤد، حدیث نمبر ۳۰۹۴ / مرقاۃ، جلد ۹ ص ۲۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہ مال و دولت کی حرص میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور نہ آپس میں حسد کرو۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، مسند احمد، کنز العمال)

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ص ﷺ نے فرمایا: حسد کرنے والا، چغل خور اور کاہن میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ میرا اُس کے ساتھ تعلق ہے پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ترجمہ: وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں اِیماندار مردوں اور اِیمان دار عورتوں کو حالانکہ اُنہوں نے اَیسا کوئی (بُرا) کام نہیں کیا تو اِن (اذیت پہنچانے والوں) لوگوں نے اپنے سروں پر بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھالیا۔

(سورۃ الاحزاب ۸۵: الترغیب والترہیب)

حضرت عبد اللہ بن کعب اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں؛ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں وہ بکریوں کا اِتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال کی حرص اور حسد مسلمان کے دین کا نقصان کرتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حسد جیسے مرض سے محفوظ رکھے، آمین۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

قارئین کرام! اگر آپ یا آپ کے احباب میں سے کسی کو ماہنامہ سنی دنیا تسلسل کے ساتھ نہیں مل پا رہا ہے تو سرکولیشن آفس میں 8755096981 پر ضرور مطلع فرمائیں۔

از: حافظ افتخار احمد قادری*

سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

عید الاضحیٰ عید الفطر کے بعد مسلمانوں کا دوسرا عظیم الشان تہوار ہے، جسے پوری امت مسلمہ دس ذی الحجہ کو انتہائی عقیدت، شان وشوکت، ایثار وقربانی اور تسلیم ورضا کے جذبے کے ساتھ مناتی ہے، عید الاضحیٰ کے پس منظر میں تاریخِ انسانی کا سب سے حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ ہے، جب جد الانبیا سیدنا ابراہیم علیہم السلام نے اپنے رب کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لیے اپنے لختِ جگر نورِ نظر، تمناؤں کے مرکز، دعاؤں کے ثمر اور گھر کے چشم وچراغ حضرتِ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے آمادگی ظاہر فرمائی اور عین اس وقت جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چہیتے اور لاڈلے نونہال کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور چھری ہاتھ میں لے کر ذبح کرنے ہی والے تھے کہ وحی الٰہی نے شرف قبولیت کی بشارت کے ساتھ ہاتھ روک دیا، سورۃ الصفات میں ارشاد ہوا:

''جب ان دونوں (باپ اور بیٹے حضرتِ سیدنا ابراہیم علیہم السلام اور حضرتِ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام) نے رضا وتسلیم کو اختیار کرلیا اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے آواز دی اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا اور ہم نے آنے والی نسلوں میں اس طرزِ عمل کو اسوہ اور سنت کے طور پر چھوڑ دیا۔''

چنانچہ قربانی کی یہی سنت حضرتِ ابراہیم علیہم السلام کا اسوہ قرار دے کر بعد میں آنے والی امتوں پر لازم قرار دے دی گئی اور اسی سنت کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنایا اور اپنی امت کے لیے اسے لازمی سنت قرار دیا، حدیث پاک میں آتا ہے: ایک مرتبہ صحابۂ کرام نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے والد گرامی سیدنا ابراہیم علیہم السلام کی سنت ہے، تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ان قربانیوں سے کیا حاصل ہوگا؟ تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا، ایک ایک بال کے بدلے نیکی ملے گی۔

ترمذی شریف میں حضرتِ سیدنا عبد اللہ ابنِ عمر فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں دس سال اقامت پذیر رہے اور آپ ہر سال قربانی دیتے رہے، بعض روایات ایسی ملتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گاہے گاہے دو قربانیاں دیں، ایک اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے اور دوسری اپنی امت کے ان غربا کی طرف سے جو قربانی دینا تو چاہتے ہیں مگر بوجہ ناداری وافلاس اس سنت کو پورا کرنے سے قاصر ہوں گے، اب یہی وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جسے عالم اسلام کے مسلمان بڑے جذبہ وشوق، ولولے اور احترام واکرام کے ساتھ ہر سال ادا کرتے ہیں، قربانی کی اصل روح خود قرآن مجید میں یوں بیان کی گئی:

''اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت پوست اور خون تو نہیں پہنچتا بلکہ اس کے ہاں تمہارا دلی جذبہ اور تقویٰ پہنچتا ہے۔''

بس ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں میں تقوی کی روح پیدا کی جائے جو اصل دین ہے اصل عبادت ہے اور روح قربانی ہے، تقویٰ کا مفہوم یہ ہے: ہر کام میں اپنے پروردگار کی نافرمانی اور ناراضگی سے بچتے رہنا اور اس کام کو مسرت وشادمانی اور خوش دلی سے انجام دینا جو پروردگار کی رضا جوئی اور خوشنودی کا

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

باعث ہو، امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق نے حضرتِ ابی بن کعب سے پوچھا کہ تقویٰ کا کیا مفہوم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: امیر المومنین کا کسی ایسی پگڈنڈی سے گزر ہوا ہے کہ جس کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں! تو انہوں نے کہا جی ہاں ہوا ہے تو حضرتِ ابی بن کعب نے پوچھا! وہاں سے کیسے گزرتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا سنبھل سنبھل کے پاؤں رکھتا ہوں اور دامن کو سمیٹ کر رکھتا ہوں کہ دائیں بائیں کچھ الجھ کر نہ رہ جائے۔

فرمایا بس اسی احتیاط اور بچ بچاؤ کا نام تقوی ہے، جو شخص اس دنیا کی آلودگیوں اور شیطان کی باتوں سے بچ بچا کر اسلام کی راہ پر چلتا ہے وہ متقی ہے اور اسی جذبے کا نام تقوی ہے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اہل ایمان کو تقوی اختیار کرنے کی دعوت دی گئی اور اس کا ذکر مذہب اِسلام میں مترادف معنوں میں کیا گیا ہے، نیز قرآن مجید میں تقویٰ کا اعلیٰ مفہوم اس طرح ظاہر کیا گیا ہے: تقویٰ برائی سے بچنا ہی نہیں بلکہ برائی کے قریب تک جانے سے رکنے کا نام تقوی ہے، عیدالاضحیٰ کو قربانی کی نسبت سے عید قرباں کہا جاتا ہے، لفظ قربان کا مادہ اشتقاق قرب ہے، جو نزدیکی کے معنیٰ میں آتا ہے، اسی بنا پر قربانی ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو کسی مقصد کے حصول کے قریب کردے، یعنی قرب مقصد کا ذریعہ و واسطہ قربانی کہلاتا ہے، لہٰذا اسلامی اصطلاح میں جو عمل قرب خداوندی کا باعث ہو وہ قربانی ہے، علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

''وہ چیز جو قرب الٰہی کا باعث بنے ذبیحہ ہو یا صدقہ قربان (قربانی) کہلاتا ہے۔'' (تفسیر کبیر)

غور کیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو کر سامنے آتی ہے: قربانی انسانی زندگی کا ماحصل ہے اس لیے کہ وہ دولت و منصب سے لے کر درجات روحانی کے حصول تک کوئی بھی مرحلہ ایسا نہیں جہاں قربانی دینے کی ضرورت پیش نہ آئے، یہی وجہ ہے کہ قربانی اور انسانی زندگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے، انسان کی بالکل ابتدائی زندگی کا واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے: حضرتِ آدم علیہ السلام نے ہابیل اور قابیل کے درمیان باہمی نزع کے فیصلے کے لیے دونوں کی طرف سے قربانی پیدا کی گئی، قابیل کا زراعت کا پیشہ تھا اس لیے اس نے غلہ پیش کیا اور ہابیل بکریوں کا مالک تھا اس نے نہایت عمدہ بکری قربانی کے لیے پیش کیں — ہابیل حق پر تھا اس کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی شرف قبولیت حاصل نہ کرسکی۔

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 27/تا 31 میں بیان کئے گئے اس واقعے کی تفصیل سے صرف نظر کرتے ہوئے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حیات انسانی کے بالکل آغاز میں بھی قربانی کا تصور تھا کیونکہ یہ ایک فطری عمل ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا: اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر فرمائی ہے تاکہ اللہ کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر اس کا نام لیں۔ (سورۂ حج)

آیت مذکورہ میں نہ صرف قربانی کا ذکر ہے بلکہ جانوروں کے ذبح کی صورت میں قربانی کا حکم بھی ہے، ابنِ اثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے: جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ صحیح سلامت آگ سے باہر تشریف لے آئے تو نمرود نے کہا: میں نے تمہارے رب کی قدر و عظمت کا جو مظاہرہ دیکھا ہے اس کے پیشِ نظر میں اس کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہتا ہوں، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب تو اپنے دین پر قائم ہے تو اللہ تیری قربانی قبول نہیں فرمائے گا، اگرچہ نمرود اپنے باطل دین کو نہ چھوڑ سکا لیکن اس نے چار ہزار جانوروں کی قربانی پیش کردی۔ (الکامل فی التاریخ)

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ تاریخِ عالم نے ایک تعجب خیز واقعہ کو جنم دیا، اس کا نظارہ چشم فلک نے نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ آئندہ کبھی دیکھے گی، ہوا یوں کے ایک عظیم شخصیت جسے خلیل اللہ کے لقب سے نوازا گیا جسے عالم انسانیت کی امامت کا سہرا پہنایا گیا جو اپنے رب کی طرف سے آنے والی ہر آزمائش میں کامیابی سے ہم کنار ہوا اس جد الانبیاء کو ایک عظیم امتحان میں ڈال کر اس کی اطاعت گزاری اور وفا شعاری کو آنے والی نسلوں کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا، حضرتِ ابراہیم بقیہ ص ۸/ پر

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

مادّہ پرستی کا بڑھتا رجحان

دنیاوی مال واَسباب، عیش وعشرت اور آسائش وآرام کی ایسی محبت جو انسان کو اپنے رب تعالیٰ اور آخرت سے غافل کر دے، مادّہ پرستی یا دنیاداری کہلاتی ہے اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے جب انسان مادّہ پرستی (دنیاداری) کا شکار ہو کر اپنے مقصد تخلیق سے غافل ہو جاتا ہے اور انسان کا مقصد تخلیق عبادتِ الٰہی ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔(۱) میں نے جن اور انسان اس لیے بنائے کہ میری بندگی (عبادت) کریں۔"

مادّہ پرستی کی ممانعت

قرآنِ کریم میں دنیا کی محبت اور مادّہ پرستی سے ممانعت فرمائی گئی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔(۲) اے لوگو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے! تو ہرگز دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ نہ دے۔"

اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں بے جا دنیاداری اور مادّہ پرستی پر تنبیہ فرما کر اس سے بچنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔(۳) اے ایمان والو! نہ تمہارے مال نہ تمہاری اَولاد، کوئی چیز تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔"

دنیا کی زندگی! ایک دھوکا اور فریب

دنیا کی زندگی ایک دھوکا، فریب اور کھیل تماشا ہے، لہٰذا اس کی خاطر غفلت میں پڑ کر خالق کائنات اور روزِ آخرت کو بھول جانا، نادانی اور حماقت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔(۴) یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کُود۔"

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں، کھیل میں دل لگاتے ہیں، پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں، یہی حال دنیا کا ہے، نہایت سریع الزوال (جلدی مٹنے والی) ہے، اور موت یہاں سے ایسے جدا کر دیتی ہے جیسے کھیل کود والے بچے منتشر ہو جاتے ہیں۔"(۵)

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے(۶)

دنیا کے بے وُقعت اَسباب

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اور اس کے بے جا اَسباب انتہائی بے وقعت ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا۔(۷) جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس سے زمین کو سجایا؛ تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ کون اُن میں سے اچھے اعمال کرتا ہے اور جو کچھ اُس پر ہے ایک دن ہم اُسے پھر سے میدان کر چھوڑیں گے۔"

بے جا دنیاوی مال واَسباب جمع کرنے کی کوشش

مادّہ پرستی اور بے جا دنیاوی مال واَسباب جمع کرنے کی کوششیں، رائیگاں اور بے کار ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔(۸) آپ فرما دیجیے کہ کیا ہم تمہیں بتا دیں، کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں؟ اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہوگئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔"

بے جا جمع مالِ دنیا اور مادّہ پرستی کی ممانعت

قرآنِ کریم میں مادّہ پرستی اور آخرت سے غافل لوگوں کی صحبت سے کِنارہ کشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔(۹) اپنے آپ کو اُن سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اُس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری نگاہیں اِنہیں چھوڑ کر دوسرے پر نہ پڑیں! کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگھار چاہو گے؟ اور اُس کا کہا مت مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔"

دنیاوی مال واَسباب میں بے جا رغبت

دنیاوی اُمور میں ضرورت سے زیادہ اور بے جا مشغولیت انتہائی مذموم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ حدیثِ پاک میں بڑی بڑی جاگیریں بنانے اور دنیاوی مال واَسباب میں رغبت سے ممانعت فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ مسعود سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا۔(۱۰) تم جاگیریں نہ بناؤ (ورنہ) دنیا میں رغبت کرنے لگ جاؤ گے۔"

حقیر دنیا کی مثال

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا انتہائی حقیر ہے، لہٰذا اس کی چکاچوند، مال واَسباب اور آسائش وآرام سے متاثر ہو کر، مادّہ پرستی میں مشغول ہونا انتہائی حماقت ونادانی ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم ﷺ بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان چھوٹے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ؟ تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم کے بدلے لینا پسند کرے گا؟ صحابۂ کرام نے عرض کی: ہم تو کسی چیز کے عوض بھی اس (بے وُقعت چیز) کو لینا پسند نہیں کریں گے، ہم اس کا کیا کریں گے؟ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: [أَ]تُحِبُّونَ أَنَّهٗ لَكُمْ؟ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟ صحابۂ کرام نے عرض کی: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا؛ کیونکہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے، جبکہ اب تو یہ مُردہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَوَاللهِ! لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ (۱۱) اللہ کی قسم! جس طرح تمہارے نزدیک یہ (بکری کا مُردہ بچہ) حقیر ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔"

بے وفا دنیا پہ مَت کر اعتبار
تو اچانک مَوت کا ہوگا شکار
موت آ کر ہی رہے گی یاد رکھ
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ (۱۲)

تمام برائیوں کی جڑ

کسی شخص کا دُنیاوی مال واَسباب کی بے جا محبت میں پڑنا، مال ودَولت کی حرص میں اِضافہ ہونا، شہرت اور ناموری کے لیے اپنے نیک کاموں کا ڈھنڈورا پیٹنا، حلال وحرام کی پرواہ کیے بغیر خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرنا، یہ سب مادّہ پرستی (دنیاداری) اور غفلت قلب کا نتیجہ ہے اور یہ ایک ایسی قلبی بیماری ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، لہٰذا اگر عافیت چاہیے تو دنیاداری میں غیر ضروری مشغولیت سے دور رہیے۔

حضرت سیّدنا امام غزالی فرماتے ہیں کہ "ایک بزرگ نے فرمایا: اے لوگو! ٹھہر ٹھہر کر عمل کرتے رہو، اللہ تعالیٰ سے

ڈرتے رہو، اُمیدوں سے دھوکا نہ کھاؤ، موت کو مت بھولو، دنیا کی طرف رغبت نہ کرو؛ کہ یہ غدّار اور دھوکے باز ہے، بَن سنور کر تمہارے سامنے آتی، اپنی خواہشات کے ذریعے تمہیں فتنے میں مبتلا کرتی ہے، لہٰذا اسے حقیقت کی نظر سے دیکھو؛ کیونکہ یہ کثیر خرابیوں کا گھر ہے، اس کے خالق نے اس کی مذمّت کی ہے، اس کی نئی چیز پُرانی ہونے والی ہے، اس کا مالک (مادّہ پرست) فنا ہونے والا ہے اور اس کا عزّت دار (روزِ حشر) رُسوا ہونے والا ہے۔" (۱۳)

مادّہ پرستی کی مختلف صورتیں

ہم لوگ مغربی کلچر (Western Culture) کی پَیروی میں مادّہ پرستی کا شکار ہیں، اس کی مختلف صورتوں کو اپنائے ہوئے ہیں، اپنے لباس کو انتہائی اعلیٰ اور فاخرانہ رکھنا، اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھانا، عالیشان گھروں میں رہنا، نت نئے ماڈل کی گاڑیاں اور موبائل فون خریدنا، جدید مغربی طرزِ زندگی اپنانا، دنیاوی تکلفات کا بڑا اہتمام کرنا، اپنے اسٹیٹس پر کسی قسم کا کمپرومائز نہ کرنا، اپنے لائف اسٹائل (Lifestyle) کو بلند رکھنے کے لیے حلال وحرام کی تمیز نہ رکھنا، دنیا کی ہر نعمت اور آسائش حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اپنی سہولت وآرام کے چکر میں دیگر مسلمان بھائیوں کا اِحساس نہ کرنا، مادّہ پرستی ہی کی مختلف صورتیں ہیں، لہٰذا ان سے بچیے، اور اپنے طرزِ زندگی کو زیادہ سے زیادہ سادہ بنائیے؛ کہ سادگی اللہ ورسول کو بڑی پسند اور مہنگائی پر قابو پانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، نیز اسلامی تعلیمات میں اس کی بڑی اہمیت ہے، آج اگر ہم مادّہ پرستی کو چھوڑ کر سادگی اپنالیں، تو ہماری مُعاشی حالت میں بڑی حد تک سُدھار آسکتا ہے، اس طرح مہنگائی پر قابو پا کر غربت کو بھی کافی حد کم کیا جاسکتا ہے۔

مادّہ پرستی چھوڑنے سے کیا مُراد ہے؟

مادّہ پرستی چھوڑنے سے مُراد یہ ہے کہ انسان دنیاوی کاموں میں اس قدر مشغول نہ ہو، کہ اس کے باعث اپنی آخرت سے غافل ہوجائے، ورنہ دنیا کی یہ آسائشیں اور نعمتیں تو آخرت کو بہتر بنانے کا ذریعہ بھی ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ۔ (۱۴) جو آخرت کی کھیتی چاہے، ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اُسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔"

لہٰذا اس دنیا سے اتنا ہی لیں جتنا آخرت کی بہتری کے لیے کافی ہو، ورنہ دنیا سے حد درجہ اِنتفاع (نفع اٹھانا) آخرت میں بوجھ بن جائے گا اور دنیا میں جس قدر مال ودَولت اور نعمتیں زیادہ ہوں گی، آخرت میں حساب بھی اُتنا ہی زیادہ دینا پڑے گا۔

مالداری کے باعث جنّت میں تاخیر سے داخلہ

مادّہ پرست انسان کے ذرائع آمدَن حلال ہوں یا حرام، بروزِ قیامت بہرصورت حساب تو دینا ہی پڑے گا اور جتنی زیادہ نعمتیں ہوگی اُن کے حساب میں بھی اتنا ہی زیادہ وقت لگے گا اور وہ اتنی ہی تاخیر سے جنّت میں جائے گا، اس بارے میں حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عَوف سے متعلق ایک واقعہ سماعت فرمائیں، آپ مشہور صحابیٔ رسول ہیں، آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ایک بار آپ نے اپنے مال میں سے پہلے چار ہزار درہم صدقہ کیے، پھر چالیس ہزار درہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کیے، اس کے بعد چالیس ہزار دینار صدقہ کیے، پھر پانچ سو گھوڑے اور اس کے بعد پانچ سو اونٹ راہِ خدا میں صدقہ کیے۔ (۱۵)

ایک بار مدینہ منوّرہ میں حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عَوف کا تجارتی قافلہ آیا، اس قافلے میں گندم، آٹے اور کھانے سے لدے ہوئے سات سو اونٹ تھے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ نے شور سنا تو اس بارے میں دریافت فرمایا، انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عَوف کا تجارتی قافلہ واپس آیا ہے، جس میں گندم، آٹے اور طعام سے لدے سات سو اونٹ ہیں، حضرت سیّدہ عائشہ نے فرمایا کہ "میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے:

"قَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحمنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الجنَّةَ حَبْوًا۔(۱۶) میں نے دیکھا کہ عبدالرحمن بن عوف (اپنی مالداری کے باعث) گھسٹتے ہوئے جنّت میں داخل ہوں گے۔"

جب یہ بات حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عوف کو معلوم ہوئی تو آپ نے کہا:

"یاأمَّه! إن أُشْهِدُكِ أنّها بأحمالها وأحلاسها و أقتابها في سبيلِ اللّه۔(۱۷) اے میری ماں! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ تمام اونٹ اپنے ساز و سامان سمیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیئے۔"

جب حلال ذرائع آمدن اور حد درجہ سخاوت کے باوجود ایک صحابیٔ رسول کے حساب و کتاب کا یہ عالم ہے، تو پھر ہمارا کیا بنے گا! ہم کیسے ایک ایک پائی کا حساب دیں گے! اگر ہمارے ذرائع آمدن میں حرام کی آمیزش ہوئی تو روزِ محشر کیسے نَجات و چھٹکارہ پائیں گے! لہٰذا بہتر یہی ہے کہ دنیاوی اَسباب سے صرف حسبِ ضرورت نفع اٹھایا جائے اور اس میں غیر ضروری مشغولیت سے اجتناب کیا جائے۔

یہ دنیا فانی ہے

ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ یہ دنیا فانی ہے، ہمارا مال واَسباب، کوٹھی بنگلہ، کاریں اور جائیداد وغیرہ سب یہاں دنیا ہی میں رہ جائے گا، ہر انسان خالی ہاتھ قبر میں جائے گا؛ لہٰذا دنیا کی محبت اور مادّہ پرستی کا شکار ہو کر اُمورِ دینیہ سے غفلت بَرتنا، کسی مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا، ہمیں اس سے جان چھڑانا ہوگی اور رب تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا، اُس کی یاد سے اپنے سینے کو معمور کرنا ہوگا؛ کہ غافل دِلوں کی شِفا اور محبتِ دنیا سے نجات کا راز اِسی میں پنہاں ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔(۱۸) سُن لو کہ اللہ کی یاد ہی میں دِلوں کا چین وسکون ہے۔"

دنیا ہی میں رہ جائے گا یہ دَبدَبہ
زور تیرا خاک میں مل جائے گا
تیری طاقت تیرا فن عُہدہ ترا
کچھ نہ کام آئے گا سرمایہ ترا(۱۹)

دنیاوی اُمور میں اِنہماک ومشغولیت کا حکم

دُنیوی اُمور میں دلچسپی مطلقاً ممنوع نہیں، ضروری حاجات کی قدر، دنیوی مال ودَولت کمانا اور اس سے تعلق رکھنا، جائز اور شریعت کو مطلوب ہے، البتہ دنیوی اُمور اور مادّہ پرستی میں اس قدر اِنہماک اور مشغولیت جو اِنسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے، اس کے اَحکام کی بجا آوری میں رُکاوٹ بنے، مذموم وممنوع ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں اس کی مذمّت بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

"يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ۔(۲۰) جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دُنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر (غافل) ہیں۔"

آج ہم لوگوں نے اچھی نوکری، اچھا گھر، مال ودولت، جائیداد، عالی شان محلّات، زراعت، تجارت اور دیگر دُنیوی کام دھندوں اور اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے، آخرت میں ہونے والی پوچھ گچھ اور حساب و کتاب سے یکسر غافل ہو چکے ہیں، ابھی وقت ہے کہ خوابِ غفلت سے جاگ جائیں، مادّہ پرستی چھوڑیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں۔

آخرت سے غفلت اور فراموشی

جو لوگ مادّہ پرستی کے باعث اپنی آخرت کو فراموش کیے بیٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

"ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔(۲۱) انہیں چھوڑو (اے حبیب!) کہ کھائیں اور برتیں (دنیا کی لذّتیں) اور (عیش وعشرت اور طویل زندگی کی) اُمید انہیں کھیل میں ڈالے! تو اَب جانا چاہتے ہیں۔(اپنا انجام کار!)"

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس میں تنبیہ ہے کہ (مادّہ

پرستی کا شکار ہو کر) لمبی اُمیدوں میں گرفتار ہونا اور لذّاتِ دنیا کی طلب میں غرق ہو جانا، ایمان والے کی شان نہیں۔" (۲۲)

حضرت سیّدنا امام شافعی نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ" دنیا لغزش کی جگہ اور ذِلّت کا مقام ہے، اس کی عمارتیں ویرانی کی طرف اور رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں، اس میں اکٹھے رہنے والے لوگ ایک دن ضرور جدا ہوں گے، اس کی مالداری فقر اور کثرت تنگدستی کا باعث ہے اور اس میں تنگدستی فراخی کا سبب ہے، تو تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہو، اس کے رزق پر راضی رہو اور باقی رہنے والے گھر (جنّت) کو فنا ہونے والے گھر (دنیا) پر ترجیح دو؛ کیونکہ تمہاری زندگی ڈھلتے ہوئے سائے اور گرتی ہوئی دیوار کی طرح ہے، لہٰذا عمل زیادہ کرو اور (دنیاوی) اُمیدیں کم رکھو۔" (۲۳)

فکرِ آخرت سے بے خوفی

مادّہ پرستی اور دنیاوی مال واَسباب میں غیر ضروری مشغولیت، فکرِ آخرت سے غفلت کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَاطۡمَاَنُّوۡا بِہَا وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ۔ (۲۴) یقیناً وہ جو ہمارے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے (یعنی روزِ قیامت اور ثواب وعذاب کے قائل نہیں) اور دنیا کی (فانی) زندگی (کو آخرت پر ترجیح دے کر) پسند کر بیٹھے (اور اپنی ساری عمر اس کی طلب میں گزاری) اور اس پر مطمئن ہو گئے اور وہ جو ہماری آیتوں (یعنی سیّدِ عالم ﷺ اور قرآنِ پاک) سے غفلت کرتے ہیں، اُن لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے؛ ان کی کمائی (اَعمال) کا بدلہ۔"

اسی طرح ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَۃِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ ہَلۡ یُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ (۲۵) جنہوں نے ہماری آیتیں اور آخرت کے دربار (کی حاضری) کو جھٹلایا، اُن کا سب کیا دھرا اَکارت گیا، انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو کرتے تھے۔"

دنیا کی مادّی اشیاء آزمائش وامتحان کا باعث ہیں

دنیا کی یہ نعمتیں اور آسائش وآرام کی کثرت، مادّہ پرستوں اور حق پرستوں میں فرق وامتیاز کا ایک پیمانہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان بھی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّہَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِیۡنَ وَالۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَۃِ مِنَ الذَّہَبِ وَالۡفِضَّۃِ وَالۡخَیۡلِ الۡمُسَوَّمَۃِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِکَ مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَاللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ۔ (۲۶) لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت (تاکہ خواہش پرستوں اور خدا پرستوں میں فرق وامتیاز ظاہر ہو) عورتیں اور بیٹے، تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے (اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہو جاتی ہے) اور اللہ جس کے پاس (اس دنیا کے مقابلے میں کہیں زیادہ) اچھا ٹھکانہ (جنّت) ہے۔"

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اس دنیائے فانی کی ناپائیدار مرغوبات میں زیادہ دل نہ لگائے اور دنیا کا جو مال واَسباب حاصل ہے اُسے کسی ایسے کام میں خرچ کرے جس سے عاقبت اچھی ہو اور آخرت کی سعادت حاصل ہو۔ ؎

ضرورت سے زیادہ مال ودَولت کا نہیں طالب
رہے بس آپ کی نظرِ عنایت یارسولَ اللہ ﷺ
رہیں سب شاد گھر والے شہا تھوڑی سی روزی پر
عطا ہو دَولتِ صبر وقناعت یارسولَ اللہ ﷺ (۲۷)

مادّہ پرستی (دنیاداری) سے نجات کا طریقہ

مادّہ پرستی اور دنیاوی مال واَسباب کی بے جا محبت انتہائی مذموم اور بندۂ مؤمن کی شان کے مُنافی ہے، لہٰذا جتنا جلدی ہو سکے اس سے نجات حاصل کی جائے اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کیا جائے کہ

(1) یہ دنیا سائے کی طرح ہے اور سائے سے دھوکا کھانا حماقت ہے۔

(2) دنیا خواب کی طرح ہے اور خوابوں سے محبت کرنا دانش مندی نہیں۔

(3) دنیا سانپ کی طرح ہے جو چھونے میں نرم وملائم ہے، لیکن اس کا زہر جان لیوا ہوتا ہے، لہٰذا عارضی نفع وکشش کے لیے دائمی تکلیف کو اپنا لینا نادانائی ہے۔

(4) جس طرح پانی میں چلنے والے کے قدم سوکھے نہیں رہ سکتے، اسی طرح مادّہ پرستی اور دنیا سے اُلفت رکھنے والا مصیبت وآفت سے چھٹکارا نہیں پاسکتا اور آخر کار دنیوی محبت کی دیمک دل سے عبادت کی لذّت ومٹھاس کو آہستہ آہستہ ختم کر دیتی ہے۔

(5) طالبِ دنیا اور مادّہ پرست کی مثال سمندر کے پانی سے پیاس بجھانے والے جیسی ہے، جس قدر وہ پانی پیتا ہے اتنا ہی پیاس میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

(6) دنیا کی محبت لوگوں کو دھوکا دیتی ہے اور ایمان کمزور کرتی ہے۔

(7) دنیا میں حد سے زیادہ مشغولیت، آخرت سے غافل ہونے کا سبب ہے۔

(8) دنیا ایک مہمان خانہ ہے، لہٰذا اس میں پُرسکون رہنے کے لیے خود کو مسافر رکھنا ضروری ہے، اگر دنیا کو مستقل ٹھکانہ سمجھ کر اس سے دل لگا بیٹھے، تو جدائی کے وقت شدید غم اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔(۲۸)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مادّہ پرستی اور دنیاداری میں غیر ضروری طور پر مشغول نہ ہوں، اِعتدال اور میانہ رَوِی سے کام لیں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، موت کو کثرت سے یاد کریں، دُنیوی لذّتوں اور عیش کوشیوں سے بچیں، دنیاداروں کی صحبت اور ہم نشینی سے کوسوں دُور بھاگیں، علما وصالحین کی صحبت اختیار کریں، فکر آخرت اور حساب وکتاب سے غافل نہ رہیں، سابقہ اُمتوں اور غافل اَقوام کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور قرآن وسنّت کے اَحکام پر پابندی سے عمل کریں؛ کہ جو شخص ان احتیاطی تدابیر کو اختیار کرے گا، وہ حرام وحلال کی تمیز میں کامیاب ہوکر، توکُل ومیانہ رَوِی اختیار کر سکے گا، اللہ تعالیٰ اُسے مادّہ پرستی اور دنیا کی بے جا محبت سے بچالے گا اور جو لوگ اس خصلت بد میں مبتلا ہیں انہیں اس سے نَجات ملے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنا شکر گزار بندہ بنالے گا، ان شاء اللہ!

الٰہی! ہمیں قرآن وسنّت کے اَحکام پر عمل کی توفیق عطا فرما، فرائض وواجبات کا پابند بنا، نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ فرما، دنیا کی محبت سے نَجات عطا فرما، دنیاداروں کی بُری صحبت سے بچا، بزرگانِ دین اور علمائے کرام کا ساتھ نصیب فرما، توکُل اور میانہ رَوِی کی صفت سے مزین فرما، اپنی آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کی سوچ عنایت فرما اور ہمارے مُردہ وتاریک دِلوں کو اپنے ذِکر سے روشن ومنوّر فرما، آمین یاربّ العالمین۔

حوالہ جات(۱) پ27، الذاریات:56 (۲) پ22، فاطر:5 (۳) پ28، المنافقون:9 (۴) پ21، العنکبوت:63 (۵) "تفسیر خزائن العرفان" پ21/العنکبوت، زیرآیت63/747 (۶) کلام خواجہ عزیز الحسن مجذوب۔ (۷) پ۱۵، الکہف۷/ ۸۔ (۸) پ16/الکہف 103/ 104 (۹) پ15، الکہف:28 (۱۰) "سنن الترمذی" اَبواب الزہد، ر 2328/ص.533 (۱۱) "صحیح مسلم" کتاب الزُہد [والرقائق] ر7418 :، ص1281، 1282، ملتقطاً۔ (۱۲) "وسائلِ بخشش" مثنوی عطّار، 711۔ (۱۳) دیکھیے: "اِحیاء العلوم" باب2، دنیا کی صفت، فصل اوّل، دنیا کی مذمت اور صفت سے متعلق وعظ ونصیحت، 3/729، ملتقطاً۔ (۱۴) پ25، الشُوریٰ: 20. (۱۵) انظر: "أُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" باب العین، 3370– عبد الرحمن بن عوف، 3/ 475. (۱۶) انظر: "مسند الإمام أحمد" مسند الصدیقۃ عائشۃ بنت الصدیق، ر24842:، 41/ 347. و"أُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" باب العین، 3370– عبد الرحمن بن عَوف، 3/ 475 (۱۷) انظر: "أُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" باب العین، 3370– عبد الرحمن بن عوف، 3/ 475. (۱۸) پ۱۳، الرَعد.۲۸: (۱۹) "وسائلِ بخشش" مثنویٔ عطّار، 711۔ (۲۰) پ۲۱، الرُوم.۷: (۲۱) پ۱٤، الحِجر.۳: (۲۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ14، الحِجر، زیرِ آیت3:، 490۔ (۲۳) "اِحیاء العلوم" باب اوّل، دنیا کی مذمت سے متعلق روایات، فصل اوّل، دنیا کی مذمت پر مشتمل69 اقوالِ بزرگانِ دین، سیّدنا امام شافعیؒ کی نصیحت، 3/ 727۔ (۲۴) پ۱۱، یونس۷:، 8. (۲۵) پ۹، الأعراف.۱٤۷: (۲۶) پ3، آل عمران.14: (۲۷) "وسائلِ بخشش" عطا کردو مدینے کی اجازت یارسول اللہ ﷺ، 332۔ (۲۸) دیکھیے: "اِحیاء العلوم" باب2، دنیا کی صفت، فصل2، مثالوں کے ذریعے دنیا کی حقیقت کا بیان، 3/ 737– 750، ملتقطاً۔ و"باطنی بیماریوں کی معلومات" محبتِ دنیا کا علاج، 83–85، ملخّصاً۔

◆◆◆

از: ڈاکٹر فیض احمد چشتی*

علما میں حسد اور اس کا نقصان

محترم قارئینِ کرام! علم اختلافات کو زائل کرنے والا اور جھگڑے مٹانے والا ہے لیکن جب عالم میں حسد پیدا ہو جائے تو علم اختلافات کو زائل کرنے اور جھگڑے مٹانے کی بجائے بڑھا دیتا ہے، افسوس! ہمارے زمانے میں بھی علما کی ایک تعداد ایسی ہے جو باطنی گناہوں کا یا تو علم ہی نہیں رکھتے اور یا پھر علم رکھنے کے باوجود ایک دوسرے سے اختلافات اور آپس میں انتشار کا شکار ہیں اور اس کا بنیادی سبب ایک دوسرے سے حسد کرنا ہے، علما کے باہمی حسد کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''ایک عالم دوسرے عالم سے تو حسد کرتا ہے لیکن کسی عبادت گزار سے حسد نہیں کرتا اسی طرح ایک عبادت گزار دوسرے عبادت گزار سے تو حسد کرتا ہے لیکن عالم سے حسد نہیں کرتا، مزید فرماتے ہیں ''وعظ کرنے والا جتنا کسی دوسرے وعظ کرنے والے سے حسد کرتا ہے اتنا کسی فقیہ یا حکیم سے حسد نہیں کرتا کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک مقصد پر جھگڑا ہوتا ہے تو ان حسدوں کی اصل وجہ اور دشمنی کی بنیاد کسی ایک غرض پر اکٹھا ہونا ہے اور ایک غرض پر وہ دو آدمی جمع نہیں ہوتے جو ایک دوسرے سے دور ہوں بلکہ ان کے درمیان کسی قسم کی مناسبت ضروری ہے اسی لئے ان دو آدمیوں کے درمیان حسد ہوتا ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذمّ الغضب والحقد والحسد، القول فی ذمّ الحسد .....الخ، بیان السبب فی کثرۃ الحسد .....الخ ۳/۲۴۰، چشتی)

اور حسد کی وجہ سے فی زمانہ علما کا باہمی حال یہ نظر آتا ہے جس کی نشاندہی اس حدیث پاک میں کی گئی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ فقہا ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے سے اس طرح لڑائی کیا کریں گے جیسے جنگلی بکرے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔

(تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ عبدالرحمٰن، ۵۴۴۷ – عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن محمد بن بجی ۔۔۔الخ، ۱۰/۳۰۱)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علم والوں سے محتاط رہو، اگر اُن کے ساتھ انار کے بارے میں اختلاف ہو جائے اور میں کہوں انار میٹھا ہے اور وہ کہے ترش (کھٹا) ہے تو مجھے خوف وہ مجھے ظالم حکمران سے قتل کروانے کی کوشش کرے گا۔

(منہاج العابدین مترجم اردو صفحہ نمبر 215 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات میں دین اور حلال و حرام کے بیان نیز نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے معاملے کی روشن دلیلیں دیں لیکن انہوں نے نبی کریم ﷺ کی جلوہ افروزی کے بعد اپنے منصب اور ریاست ختم ہو جانے کے اندیشے کی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ حسد کیا اور دشمنی مول لی اور اپنے پاس علم آجانے کے بعد نبی کریم ص ﷺ کی رسالت پر پہلے سے متفق ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی بعثت کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ علم اختلاف زائل کرنے کا سبب ہوتا ہے اور یہاں ان لوگوں کے لئے اختلاف کا سبب ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مقصود علم نہ تھا بلکہ اُن کا مقصود منصب و ریاست کی طلب تھی اسی لئے انہوں نے اختلاف کیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب ﷺ! آپ کا رب قیامت کے دن بنی اسرائیل کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ (خازن، الجاثیۃ، تحت الآیۃ ۱۷/۴/۱۱۹، چشتی) [جلالین مع صاوی، الجاثیۃ، تحت الآیۃ ۱۷/۵/۱۹۲۴]

''كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضی الله عنهما يَقُوْلُ :لَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى لَا يحسُدَ مَنْ فَوْقَهُ وَلَا يحقِرَ مَنْ تحتَهُ وَلَا يَبْتَغِيَ بِالْعِلْمِ ثَمَناً-

(الطبقات الکبریٰ/39) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: آدمی اس وقت تک اہل علم میں شمار نہیں ہوتا جب تک وہ (علم میں) اپنے سے فوقیت رکھنے والوں پر حسد کرنا، اپنے سے کم درجہ افراد کو حقیر جاننا اور علم کے ذریعہ کسی مال کا طلب کرنا ترک نہیں کرتا۔''

حسد اور حسد کرنے والوں کا انجام

حسد و کینہ ایسی بری عادت ہے جس کی مذمت میں بہت سی اَحادیث بیان ہوئی ہیں، یہ تو ظاہر ہے کہ حسد نعمت پر ہی ہوا کرتا ہے، پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو دوسرے شخص کو اُس کے پاس وہ نعمت بری معلوم ہو اس کو حسد کہیں گے، حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے حسد کرنے والا ابلیس ہے اور یہ حاسدین کا قائد ہے، حضرت آدم علیہ السلام کی اَولاد میں حسد کی آگ میں جلنے والا قابیل ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔

حسد کے تین درجے ہیں

پہلا درجہ یہ ہے کہ حاسد دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے کہ خواہ مجھے نہ ملے مگر اِس کے پاس سے بھی جاتی رہے، اِس قسم کا حسد مسلمانوں پر گناہ کبیرہ ہے اور کافر فاسق کے حق میں حسد کرنا جائز مثلاً کوئی مالدار اپنے مال سے کفر یا ظلم کر رہا ہے، اُس کے مال کی اِس لئے بربادی چاہنا کہ دنیا اس کے کفر و ظلم سے بچے جائز ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ حاسد دوسرے کی نعمت خود لینا چاہے کہ فلاں کا باغ یا اُس کی جائیداد میرے پاس آجائے یا اُس کی ریاست کا میں مالک ہوں یہ حسد بھی مسلمانوں کے حق میں حرام ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ حاسد اس نعمت کے حاصل کرنے سے خود تو عاجز ہے اِس لئے آرزو کرتا ہے کہ دوسرے کے پاس بھی نہ رہے تا کہ وہ مجھ سے بڑھ نہ جائے یہ بھی منع ہے۔

حسد کے کل سات اَسباب ہیں پہلا سبب عداوت اور بغض ہے جس سے کسی کو اِیذا پہنچ جائے، پہلے تو وہ بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور مجبور ہو کر چاہتا ہے کہ اِس پر غیبی مار پڑے اِس کی مصیبت سے خوش اور آرام سے ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ت

''اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بھلائی پہنچے تو اُن کو بُرا لگتا ہے۔'' (آل عمران:۲۱)

دوسرا سبب تکبر ہے کہ حاسد اپنی بڑائی کا خواہش مند ہے، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کیوں نہ اُتارا گیا یہ قرآنِ (مجید) اِن دو شہروں کے کسے بڑے آدمی پر۔'' (الزخرف:۱۳)

تیسرا سبب سرداری کی خواہش ہے کہ حاسد چاہتا ہے کہ سب میرے حاجت مند ہوں۔

چوتھا سبب غضب اور بڑائی ہے، حاسد دوسرے کو نعمت کا نااہل سمجھتا ہے، اِس لئے چاہتا ہے کہ اُس کے پاس نہ رہے۔

پانچواں سبب یہ ہے کہ حاسد دوسروں کے کمال میں اپنا زوال سمجھے کہ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو میں ناکام ہو جاؤں گا، جیسے کہ آج ہم اپنے ہم پیشہ سے اِسی قسم کا حسد رکھتے ہیں۔

چھٹا سبب حبِ حکومت ہے کہ حاسد چاہتا ہے کہ میں اپنے کمال میں بے نظیر رہوں کہ میرے برابر کوئی دوسرا نہ نکلے اور سب سے بڑھ کر حاسد کی کم ظرفی اور کمینہ پن یہ ہے کہ اُس سے کسی کا خوشحال ہونا دیکھا نہیں جاتا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''آپس میں حسد نہ کرو اور قطع تعلقی نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرو اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو۔'' (مسلم، جلد ۲/ باب تحریم التحاسد والتباغض والتدابر رقم ۳۲/ چشتی/ السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ۷/ ص ۳۰۳/ شرح السنۃ، جلد ۶/ ص ۶۹۴/ ابن ماجہ، حدیث نمبر ۹۴۸۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بقیہ ص ۸/ پر

(از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صیغۂ تصغیر اور کملی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صیغۂ تصغیر کا استعمال کرنا مطلقاً ممنوع و گناہ ہے، چاہے کوئی ادب و تعظیم کے طور پر استعمال کرے تب بھی ناجائز کا ہی حکم ہوگا، اب لفظ کملی تصغیر ہے یا نہیں تو "فیروز اللغات" میں ہے کہ کملی کمل کی تصغیر ہے جس کا معنیٰ چھوٹا کمبل ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات تصغیر کا استعمال سوء ادب اور بارگاہ رسالت میں شرعاً ممنوع و ناجائز ہے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

(ایسے کلمات کا استعمال درست نہیں) "کہ توہین کا ایہام ہے بلکہ صیغۂ اہانت میں داخل ہے لہٰذا اس کا اطلاق ناجائز و حرام ہے اور متکلم پر توبہ لازم ہے۔" (فتاویٰ تاج الشریعہ، ج۱: ص۳۰۸: جامعۃ الرضا بریلی شریف)

سوال: وضو کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا ٹپکانا کیسا ہے؟

جواب: کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ وضو کے بعد منھ اور ہاتھوں سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں بلکہ ناجائز و گناہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اعضائے وضو کو پہلے رومال یا تولیہ وغیرہ سے ہلکا خشک کرلیں پھر مسجد میں داخل ہوں ورنہ اعضائے وضو کے پانی کو مسجد میں جھاڑنے کے سبب سخت گنہگار ہوں گے، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منھ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے۔" (بہار شریعت، ج۱/ح۳/ص۱۶۸)

سوال: کیا غسل کرنے کے وقت جو وضو کرلیا جائے اس سے نماز نہیں پڑھ سکتے؟

جواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس سے نماز نہیں ہوتی بلکہ نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے یہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں جب کہ غسل کرنے کے بعد ناقض وضو میں سے کچھ نہ پایا گیا تو نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں، تفہیم المسائل میں ہے:

"غسل کرنے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کی ضرورت نہیں رہتی۔" (تفہیم المسائل ج۱: ص۴۷: مکتبہ ضیاء القرآن لاہور)

سوال: تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکانا کیسا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ باندھنا سنت ہے ہاتھ کو لٹکانا نہیں چاہیے بلکہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد فوراً دونوں ہاتھوں کو کان سے ہٹا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیے، بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں کہ سنت کے خلاف ہے، بہار شریعت میں ہے:

"بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہیں چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لا کر باندھ لے۔" (بہار شریعت ج۱/ح۳/ص۷۴/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: قبرستان میں موم بتی و اگربتی لگانا کیسا ہے؟

جواب: خاص قبر کے اوپر چراغ و موم بتی جلانا لوبان و اگربتی لگانا منع ہے ہاں اگر قبر سے الگ ہٹ کر خالی جگہ پر سلگائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ خیال کرنا کہ اس کی روشنی اور خوشبو قبر میں جو دفن ہیں، ان کو پہنچے گی ضرور جہالت نادانی اور غلط فہمی ہے، دنیا کی

روشنیاں، سجاوٹی اور ڈیکوریشن وغیرہ جو کرتے ہیں یہ سب مردوں کو نہیں پہنچتیں مردوں کو صرف ثواب ہی پہنچتا ہے مردہ اگر جنتی ہے تو اس کے لئے جنت کی خوشبو اور روشنی کافی ہے اور جہنمی کے لئے نہ کوئی روشنی ہے نہ خوشبو، اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوء ادب اور بدفالی ہے ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ٤: ص ١٥٨: رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو اگر اس حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کی اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ٤/ص ٨٨/رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے۔"

(فتاویٰ امجدیہ، ج ١/ص ٣١٨/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مر جائے، کیا وہ منحوس ہوتی ہے؟

جواب: بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مر جائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے، اس لیے وہ منحوس ہے، مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات وخرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور بھی ہیں طاعون والا شہید ہے دبا ہوا شہید ہے، ذات الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیٹ کی بیماری والا شہید ہے، آگ والا شہید ہے دب کر مرنے والا شہید ہے عورت ولادت میں مر جائے تو شہید ہے۔

اس طرح کی حاملہ فوت ہو جائے یا ولادت کی حالت میں میلا نہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکما شہید ہے۔"

(مرآۃ المناجیح، ج ٢: ص ٤١٢: ادبی دنیا)

سوال: جانور کو بٹائی پر دینا کیسا ہے؟

جواب: بکری یا کوئی اور جانور اس طرح چرانے کو دینا کہ بچے نصف نصف تقسیم کر لیے جائیں گے یعنی چرائی میں آدھے بچے دیئے جائیں گے یہ ناجائز ہے، کچھ لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ فاسدہ اور ناجائز ہے بچے اسی کے ہیں، جس کی بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی اجرت ملے گی، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگ بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل ملے گی۔" (بہار شریعت، ج ٣: ح ٤: ص ١٤٠: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا دھوبی کے یہاں کھانا درست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلا شبہ جائز ہے جو لوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے

یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں، وہ نرے جاہل ہیں، الملفوظ میں ہے:

"دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے۔" (الملفوظ، ح۱: ص۹: مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر، یوپی)

سوال: غازی میاں کا بیاہ منانا اور ان کے نام کا نشان اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: بہت سے لوگ غازی میاں یعنی سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے میلے کے موقع پر کسی لکڑی میں کپڑا لگا لیتے ہیں اور اس کے اوپر کسی چیز کا بال بھی لگا دیتے ہیں اس کو نشان کہتے ہیں اور اس کو لے کر ڈھول باجے کے ساتھ بلکہ بعض ڈھول باجے کے ساتھ ساتھ ناچنے والے بھی رہتے ہیں ناچتے کودتے پورے میلہ میں چکر لگاتے ہیں اور ان کے ساتھ عورتوں مردوں کا ہجوم رہتا ہے جو بے پردگی کے ساتھ گھومتے ہیں جس میں مسلم اور غیر مسلم عورتیں اس نشان پر گیہوں وغیرہ اناج بھی پھینکتی ہیں اور سب لوگ اس کو کچلتے رہتے ہیں اور بعض عورتیں اسی بھیڑ میں کھیلنا کودنا شروع کر دیتی ہیں یہ سب ناجائز و گناہ ہے لکڑی میں کپڑا باندھ کر اس کے اوپر کسی چیز کا بال لگا لینا اور اسے غازی میاں کا نشان کہنا اس پر اناج پھینکنا سب خرافات اور جاہلانہ رسم ہیں شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ یہ ساری خرافات شرعاً ناجائز و گناہ ہیں اور عورتوں کا بے پردگی کے ساتھ گھومنا مزید اناج وغیرہ کی بے حرمتی کرنا سخت حرام ہے، ایسے ہی غازی میاں کا بیاہ منانا بھی جہالت ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے نہ ان کے نشان کی کوئی اصل۔" (فتاویٰ رضویہ، ج۹: نصف آخر، ص: ۱۸۹، رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا کھانا کھانے کے وقت سلام کرنا ناجائز ہے؟

جواب: کھانا کھاتے وقت سلام کرنا جائز ہے اور کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب بھی دینا چاہیے کیونکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی، اللہ کے نبی ﷺ سے کھانے کے بیچ بات کرنا ثابت ہے بعض فقہا نے کھانے کے بیچ سلام کرنے سے جو منع کیا ہے وہ اس صورت میں جب کہ لقمہ منھ میں ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ جواب دینے سے نقصان پہنچ جائے، اگر کوئی ایسی حالت میں سلام کرتا ہے تو جواب دینا فوراً ضروری نہیں، ہاں اگر وہ کھانا کھا رہا ہے لیکن لقمہ منھ میں نہیں ہے تو سلام کیا جائے گا جواب دینا بھی ضروری ہوگا، ابھی کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے" ملخصاً (بہار شریعت، سلام کا بیان، ج۴: ح: ۱۶، ص۹۰: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: دس بیویوں کی کہانی پڑھنا اور سننا کیسا ہے؟

جواب: دس بیبیوں کی کہانی جو آجکل پڑھی جاتی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کو پڑھنے اور سننے سے بچنا ہی ضروری ہے بلکہ بہتر ہے کہ اس کی جگہ قرآن شریف کی تلاوت کی جائے کہ جہاں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے وہاں رحمتوں برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ بہت سی عورتیں دس بیویوں کی کہانی کتاب کو پڑھتی اور سنتی ہیں اور اس کے پڑھنے کا منت بھی مانتی ہیں تو ایسی کتاب کا پڑھنا ہرگز درست نہیں کیونکہ اس کتاب میں من گھڑت قصہ از سرتا پا فرضی کہانیاں موجود ہیں اس میں کوئی سچائی نہیں اور ان کتابوں کی منت ماننا ضرور جہالت ہے۔

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج۲: ص۹۶: فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال: کیا کسی طاق یا درخت پر شہید مرد رہتے ہیں؟

جواب: کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں درخت یا فلاں طاق پر شہید مرد رہتے ہیں اور لوگ اس درخت یا طاق کے پاس جا کر بالخصوص ہر جمعرات کو شیرنی وغیرہ پر فاتحہ نذر و نیاز دلواتے ہیں ہار لٹکاتے، پھول ڈالتے لوبان، اگربتی وغیرہ سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں، یہ سارے امور ناجائز و گناہ اور خرافات پر مشتمل ہیں شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقت و باطلات ہیں ان کا ازالہ لازم۔" (احکام شریعت ح۱: ص۳۲: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: مزارات اولیا اللہ پر بچوں کے سر کے بال اتروانا یا بال

اترواتے کی منت ماننا کیسا ہے؟

جواب: مزارات اولیا پر بچوں کو لے جا کر بال اترواتا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا بلکہ اگر گھر پر رہ کر ہی بال اترواتیں تو بہتر ہے، بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں، اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل بدعت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ افریقہ، ص ٦٥ :، نوریہ رضویہ فیصل آباد)

◆◆◆

ص ۲۴ کا بقیہ.....

دیتا ہے اور جیسے ہی درگاہ احاطے سے باہر نکلتا ہے ڈنک مارنا شروع کر دیتا ہے، بچھو کا چھیڑنے کے باوجود ڈنک نہ مارنا عادتاً ممکن نہیں ہے لیکن مذکورہ آستانے پر یہ ناممکن کام ممکن ہو جاتا ہے، اس واقعہ کا تجربہ انٹرنیشنل میڈیا سالوں پہلے کر چکی ہے اور اب بھی جس کا دل چاہے اس کا تجربہ کر سکتا ہے، جب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کے آستانوں کا یہ حال ہے تو خود اس ہادی اعظم کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا؟

افسوس صد افسوس!

درس گاہوں میں بیٹھ کر نقد و تبصرہ کے آداب و انداز پڑھانے والے، مختلف فورموں پر سنجیدہ اسلوب نگارش کی بات کرنے والے دانش ور دوسروں کی ہلکی پھلکی تنقید کو بھی شدت پسندی اور جہالت سے تعبیر کرتے ہیں لیکن جب خود کسی پر تنقید کرتے ہیں تو شرافت و شائستگی کا بنیادی سبق بھی بھول جاتے ہیں اور وہ انداز اختیار کرتے ہیں جسے پڑھ/سن کر لکھنوی بھٹیارے بھی شرما جائیں، احساس برتری کے خمار میں مخمور اس طبقے کو چاہیے کہ پہلے بات کرنے کا سلیقہ و شعور سیکھے پھر اہل علم کے کلام پر نقد کرے۔ ؎

کون سی بات کہاں، کیسے کہی جاتی ہے
یہ سلیقہ ہو تو ہر بات سنی جاتی ہے

◆◆◆

ص ۴۰ کا بقیہ.....

اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں جائیں گے) چرواہے، ان کے مویشی صبح و شام لائیں گے اور لے جائیں گے، ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کے جائے گا تو وہ اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ رات کو ان کو ہلاک کر دے گا، پہاڑ کو ان پر گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سؤر کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔

(صحیح بخاری، ۵۵۹۰)

ٹک ٹاک اور میوزیکلی سے بے حیائی و فحاشی عام ہو رہی ہے، ان ایپس کا سہارا لے کر عورتیں بے پردگی کا خوب مظاہرہ کرتی ہیں، خوب بن سنور کر ویڈیو بناتی ہیں پھر پھیلاتی ہیں اور لوگوں کو دعوت نظارہ دیتی ہیں، جبکہ قرآن مجید میں اس سے منع کیا گیا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى۔ (الاحزاب: ۳۳) اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو، کتاب و سنت میں بے پردگی اور بدنظری سے منع کیا گیا ہے۔''

ٹک ٹاک جیسے ایپس کے ذریعہ بے پردگی کو ہوا دی جا رہی ہے، جبکہ خواتین کے لیے پردہ شرعی فریضہ ہے، نوجوان بچیاں غیر مسلم لڑکوں سے اشتراک کر کے خوب بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں، اسلام میں مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے اور خواتین کو پردے کی تاکید ہے۔

◆◆◆

جماعت رضائے مصطفیٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی، اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں، مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہبی خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

ہمارے ایک فیس بکی دوست ہیں ڈاکٹر عارف الاسلام، موصوف علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے استاذ ہیں، غیر منقسم ہندوستان اور تقسیم وطن کی تاریخ پر تحقیق وتجزیہ کا اچھا شعور رکھتے ہیں، موصوف نے کچھ وقت پہلے اپنی وال پر اپنے کسی دوست قمر نقیب خان کی ایک تحریر شیئر کی تھی، جس میں صاحب تحریر نے امام جلال الدین سیوطی کی کتاب ''الحاوی للفتاویٰ'' کے اس اقتباس پر اعتراض کیا ہے جس میں آپ نے قبر رسول ﷺ سے سلام کا جواب آنے کا ذکر کیا ہے۔

کسی بھی عالم/مصنف کی کتاب پر تنقید ہرگز معیوب نہیں لیکن انداز تنقید بہر حال شائستہ اور مہذب ہونا چاہیے لیکن عصری اداروں سے وابستہ دانش وروں کا انداز گفتگو دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی، موصوف کا پہلا پیرا گراف کچھ اس طرح ہے:

"جلال الدین سیوطی بھی اپنے زمانے کا جھوٹا مولوی تھا۔"

بعد میں ذکر کردہ روایت پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ کی قبر پر کوئی سلام کرے تو جواب کی آواز نہیں آ سکتی جب تک قبر کے اندر ایمپلی فائر سپیکر سسٹم نہ لگا ہو، ویسے بھی یہ بات دین اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"اس وقت موجودہ فرقے رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اسی طرح زندہ مانتے ہیں جیسے وہ مرنے سے پہلے زندہ تھے۔"

اختتامی تبصرہ کرتے ہوئے موصوف لکھتے ہیں:

"اس کے باوجود اگر کوئی شخص بضد ہو تو ساری دنیا کے علما و مشائخ جمع کر کے قبر رسول پر لے جائے، بین الاقوامی میڈیا کو بھی جمع کر لے اور قبر سے آواز نکال کر دکھائے۔"

اس پوسٹ پر خود کو دانش ور سمجھنے والے دیگر کئی افراد نے بھی تبصرے کئے ہیں، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ساجد علی تبصرہ کرتے ہیں:

"سیوطی کافی بڑا لپاٹیہ تھا۔"

ڈاکٹر عارف الاسلام نے تبصرہ کیا:

"بخاری کو جھوٹا نہیں بل کہ سازشی کہا ہے۔"

جمشید پور کے رہائشی اور اے ایم یو ہی کے فارغ التحصیل مشتاق خان لکھتے ہیں:

"مابعد خلفاے راشدین تواریخ، واقعات، تصوّف، کرامت، خرق عادت، تعبیر، تشریح جیسی ذاتی فطور کو تقدّسی ہالہ پہنا کر باضابطہ داخل بہ اسلام کیا گیا یہاں سے اسلام کی تضحیک شروع ہوئی، اس کے نتیجے میں کُچھ اور نئی ہستیاں شامل ہوئیں جس سے شخصیت پرستی کو اور وُسعت حاصل ہوئی، نئے نئے دیر وحرم کی تعمیر ہوئی، اُن کا طواف مثل کعبہ قرار دیا گیا اور اُن کی پُوجا عبادت خداوندی کے مماثل قرار پائی۔"

اس کے علاوہ مختلف دانش وروں نے اپنی اپنی آرا کا اظہار کرتے ہوئے جس لب ولہجے کو اختیار کیا ہے وہ نہایت سوقیانہ ہے۔

قلمی آوارگی

زیر بحث تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ ناقد سماع موتیٰ کو درست نہیں مانتا، حالانکہ یہ اعتراض کوئی نیا نہیں ہے بل کہ سماع موتیٰ پر زمانہ ماضی سے اختلاف چلا آیا ہے لیکن جس ہلکے انداز اور گھٹیا اسلوب میں قمر نقیب صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ ان کی ذہنی ساخت اور فکری تربیت کا پتا دیتا ہے، اگر موصوف کو سماع موتی یا اس روایت پر اعتراض ہی مقصود تھا تو مذکورہ روایت کی تردید پر کچھ آیات وروایات پیش کر دیتے، لیکن آنجناب

نہایت سستا تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"رسول اللہ کی قبر پر کوئی سلام کرے تو جواب کی آواز نہیں آ سکتی جب تک قبر کے اندر ایمپلی فائر سپیکر سسٹم نہ لگا ہو۔"

پوسٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے دیگر دانش وروں نے علامہ سیوطی اور امام بخاری پر "لپاٹیہ اور سازشی" جیسے نہایت بھدے جملے کسے اور احترام علما کو پوجا پاٹ قرار دیا۔

قمر نقیب صاحب کی قلمی آوارگی کا یہ نمونہ بھی دیکھیں، لکھتے ہیں:

"اس وقت موجودہ فرقے رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اسی طرح زندہ مانتے ہیں جیسے وہ مرنے سے پہلے زندہ تھے۔"

ہم قمر نقیب سے پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی جناب میں استعمال کرنے کو "جیسے وہ مرنے سے پہلے زندہ تھے" جیسا عامیانہ جملہ ہی رہ گیا تھا؟ کیا اسی مفہوم کو زیادہ بہتر لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا تھا؟

مہذب معاشرے میں تو عام لوگوں کے لیے بھی "مر گئے، مردہ ہیں، لاش میں بدل گئے، مرنے کے بعد" جیسے الفاظ کی جگہ "انتقال کر گئے، گزر گئے، انتقال کے بعد، چلے جانے کے بعد" جیسے مہذب الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں لیکن یہ دیکھ کر بے حد افسوس ہوا کہ جو لوگ خود کو زبان و تہذیب کا ٹھیکے دار سمجھتے ہیں ان کے پاس علما تو ایک طرف اپنے پیغمبر کی ذات کے لیے بھی الفاظ کی قحط سالی اور محتاجی پائی جاتی ہے، خالی الذہن ہو کر سوچیے!

مذکورہ اعتراض اور اس پر ان "دانش وروں" کے تبصرے کسی بھی جہت سے پڑھے لکھے لوگوں کے لگتے ہیں؟ اب تک اس انداز کے لیے لکھنؤ کے بھٹیارے ہی بدنام تھے، خیر سے اب انہیں ٹکر دینے کے لیے یونیورسٹی کے فیض یافتگان آگے آئے ہیں امید ہے یہی روش برقرار رہی تو جیت بھی جائیں گے۔

خلاف عادت چیزوں کا ثبوت

ویسے تو سماع موتیٰ پر ہمارے اکابرین نے اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ مزید کی ضرورت نہیں اور اس تحریر کا مقصد اول بھی سماع موتی کا اثبات نہیں بل کہ نام نہاد دانش وروں کی فکری بے لگامی کو دکھانا مقصود ہے لیکن اگر ناقد اور ہم نواؤں کو لگتا ہے کہ امام سیوطی کی مذکورہ روایت اس لیے قبول نہیں ہے کہ وفات یافتہ انسان کا کلام کرنا خلاف عادت و عرف ہے تو انہیں مشورہ ہے کہ سورۂ بقرہ آیت نمبر 60، سورۂ اعراف آیت نمبر 107، پڑھیں اور بتائیں کہ کیا لکڑی کے بے جان ڈنڈے کا زندہ اژدہا بن جانا، دریا میں راستہ بنا دینا عادتاً ممکن ہے؟

سورۂ صافات کی آیت نمبر 142 پڑھیں اور بتائیں کہ کیا مچھلی کے پیٹ میں جا کر انسان کا زندہ رہ پانا ممکن ہے؟ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 49 پڑھیں پھر بتائیں کہ مٹی کی مورت کو پھونک مار زندہ پرندہ بنانا اور مُردوں کو زندہ کرنا، کیا یہ امور عادتاً ممکن ہیں؟ سورہ یوسف کی آیت نمبر 94 پڑھیں اور بتائیں کہ کیا انسان سیکڑوں میل دور سے کسی کے لباس کی خوشبو سونگھ سکتا ہے؟

اسی سورہ کی آیت نمبر 95 پڑھیں اور اپنے بند دماغ سے سوال کریں پھر بتائیں کہ صرف کرتا چہرے پر ڈال دینے سے آنکھوں کی روشنی واپس آ سکتی ہے؟

اس طرح ایک نہیں درجنوں مثالیں قرآن پاک میں موجود ہیں، اگر احادیث طیبہ کو بھی شامل کر لیں تو تعداد سیکڑوں میں پہنچ جائے، جب بحکم خداوندی انبیاے کرام کی لاٹھی، زندہ مخلوق بن سکتی ہے، پھونک مار کر مٹی کو پرندہ بنایا جا سکتا ہے، کرتا چہرے پر ڈال دینے سے بینائی آ سکتی ہے تو رسولوں کے سردار تاج دار کائنات ﷺ نے بعد وفات کلام کر لیا تو حیرت و تعجب کیا ہے؟ رہا یہ سطحی سوال کہ دنیا بھر کی میڈیا جمع کر کے روضہ رسول پر جمع کی جائے اور پھر کوئی قبر رسول سے آواز نکال کر دکھائے۔

اس پر افسوس کے ساتھ یہی کہا جائے گا کہ معترض کو اتنا بھی شعور نہیں کہ قبر رسول سے آواز کا آنا باہر والوں کی مرضی پر نہیں ہے بل کہ یہ تو حکم الٰہی سے مرضی رسول پر موقوف ہے۔ ہاں اگر موصوف کو لگتا ہے کہ جو کام عادتاً ممکن نہیں ہے اس کا ثبوت/ وجود پایا ہی نہیں جا سکتا تو اتر پردیش کے امروہہ شہر میں واقع شاہ ولایت کی درگاہ پر دنیا کے زہریلے سے زہریلے بچھو کو لے جائے، درگاہ احاطے میں پہنچتے ہی بچھو ڈنک مارنا بند کر بقیہ ص ۲۲ پر

از: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی *

تصوف! فکر رضا کے آئینے میں

آج کل بے شرع، جاہل اور نام نہاد صوفیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے افراد اونچی ٹوپی اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کئی کئی انگوٹھیاں پہنے، زلفیں بڑھائے، شہر شہر، قریہ قریہ لوگوں کو نہ صرف مرید بناتے پھر رہے ہیں۔ بل کہ پے در پے خلافت پہ خلافت تقسیم کر رہے ہیں۔ وہ سادہ لوح مسلمان جنہیں علومِ اسلامی سے ذرہ بھر بھی دل چسپی نہیں۔

اِن نام نہاد صوفیوں کی ظاہری شکل وصورت اور پُر تصنع وجاہت سے مرعوب ہو کر ان کے دامِ تزویر میں پھنس کر بربادی کے دہانے لگتے جا رہے ہیں، اگر خلافت بانٹنے والے اور خلافت یافتہ افراد پر طائرانہ نگاہ ڈالیں تو سمجھ میں آئے گا کہ یہ وہ افراد ہیں جنہیں نہ تو شریعت کی ''ش'' میں جو تین نقطے ہیں اس سے آشنائی ہے اور نہ ہی وہ طریقت کی ''طا'' سے واقف ہیں، ان جاہل افراد کا تصوف سے ذرہ بھر بھی واسطہ نہیں ہے، ان کی جاہلانہ اور غیر شرعی حرکات وسکنات کو دیکھ کر وہ حضرات جنہیں بیعت وارشاد، خلافت واجازت، ریاضت ومجاہدہ اور تصوف ومعرفت کے رموز واسرار کے بارے میں چنداں واقفیت نہیں ہوتی وہ براہ راست تصوف ہی سے متنفر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور تصوف کو دوسرے مذاہب سے آئی ہوئی چیز سمجھ کر اسے مسترد کر رہے ہیں، لہٰذا ایسے وقت میں تصوف کیا ہے؟ اس تعلق سے خامہ فرسائی ضروری ہو جاتی ہے۔

عصر حاضر کے ان نام نہاد صوفیوں کی جاہلانہ اور غیر شرع حرکتوں کو دیکھتے ہوئے حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری (وفات 465ھ) کی تحریر پُر تنویر کو پیش کرنا غیر مناسب نہ ہو گا کہ حضرت داتا علیہ الرحمہ نے ان نام نہاد صوفیوں کی کتنی صحیح اور سچی تصویر کشی کی ہے کہ ان لوگوں نے:

''خواہشات کا نام شریعت، حُبِّ جاہ کا نام عزت، تکبر کا نام علم، ریاکاری کا نام تقویٰ، دل میں کینہ چھپانے کا نام حلم، مجادلہ کا نام مناظرہ، محاربہ وبے وقوفی کا نام عظمت، نفاق کا نام وفاق، آرزو کا نام زہد، ہذیانِ طبع کا نام معرفت، نفسانیت کا نام محبت، الحاد کا نام فقر، انکارِ وجود کا نام صفوۃ، بے دینی و زندقہ کا نام فنا اور نبیِ کریم ﷺ کی شریعت کو چھوڑنے کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔'' (کشف المحجوب، ص ۳۳، اردو ترجمہ)

یہ بات ذہن نشین رہ کہ نہ صرف ہمارے عہد میں ایسے جاہل صوفیہ پیدا ہو گئے ہیں بل کہ اکثر وبیش تر ادوار میں ایسے بے علم صوفیوں کا سیل رواں اسلام کو نقصان پہنچاتا رہا ہے، مگر ان کے فاسد نظریات اور غلط خیالات کی دھجیاں بکھیرنے والے مقدس علمائے حق بھی جلوہ فرما رہے ہیں، جنہوں نے کتب ورسائل تصنیف فرما کر اور تزکیہ وطہارت کی روحانی محفلیں سجا کر ایسے جہلا کے باطل نظریات سے ہمیں روشناس کرایا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی (وفات 1340ھ) کے دور میں بھی ایسے صوفیوں کا جھکڑ چل رہا تھا، چناں چہ آپ کی بارگاہِ عبقری میں ایک صاحب نے سوال ارسال کیا جس کے جواب میں امام اہل سنت قدس سرہٗ نے ایک مبارک رسالہ بہ نام ''مقال عرفا بہ اعزاز شرع وعلما'' سنہ ہجری 1327 میں تصنیف فرمایا، زیرِ نظر مضمون میں تصوف کا اجمالی تعارف امام اہل سنت قدس سرہٗ کے اسی رسالے کو مآخذ بنا کر پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس مضمون کو بہ غور پڑھیں اور جاہل صوفیوں سے خود کو دور رکھتے ہوئے دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کریں، نیز خدائے وحدہٗ لاشریک سے دعا ہے

کہ وہ تمام اہل ایمان کو ان جاہل صوفیوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھتے ہوئے تصوف ومعرفت کے اصل حقائق ومعارف کا کماحقہٗ عرفان بخشے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم)

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

''تصوف کیا ہے؟ بس احکامِ شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔'' (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص 4، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ۳۰، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

سیدی عبداللہ محمد بن خفیف ضبی فرماتے ہیں کہ:

''تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔'' (طبقات کبریٰ للامام الشعرانی ص ۱۸، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ۱۲، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

تصوف طریقت ہی کا دوسرا نام ہے اور طریقت اس راہِ خدا کا نام جو خداوند قدوس تک پہنچانے والی ہو، اب خدا تک پہنچانے والی راہ کون سی ہے؟ اسے ہم سردارِ اولیا حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضا السرمدی کی مقدس ترین زبان سے سنتے ہیں ''اللہ عزوجل کی طرف سب سے قریب تر راستہ قانونِ بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ تھامے رہنا ہے۔''

(بہجۃ الاسرار ص ۵۰، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ۶۱، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ہر صوفی کامل، ولایت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے اور ہر ولی، صوفی کامل ضرور ہوتا ہے، ولی کون ہے؟ اس کی تعریف میں بھی بہت سے اقوال ہیں، لیکن سرچشمۂ ہدایت قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: آیت کا مفہوم:

''(اولیا اللہ) وہ ہیں جو ایمان اور تقویٰ کے کمال سے سرفراز ہوں۔''

دوسری بات یہ ہے کہ ولایت کے لیے کرامت لازم ہے، کرامت دو طرح کی ہے ایک وہ جس میں کسی دھوکہ کا دخل نہیں ہوسکتا، دوسری وہ جس میں استدراج اور شعبدہ کا شبہ ہوسکتا ہے، تو اصل کرامت وہی ہے جو شبہ سے پاک ہو، اسی لیے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بالرضا السرمدی فرماتے ہیں کہ:

''ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا ہر فعل نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اترے۔'' (بہجۃ الاسرار ص ۳۹، بہ حوالہ: مقال عرفا ص ۱۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

علمائے باطن کے ان ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں تصوف، صاحبِ تصوف، کرامت اور ولی کا اجمالی نقشہ ذہن میں آجاتا ہے کہ اصل تصوف تصفیۂ قلب اور اتباعِ شریعت ہے، حقیقی اور اعلیٰ کرامت شریعت پر استقامت ہے۔ سچا صوفی اور ولی وہی ہوگا جو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی میں سچا ہوگا۔ تصوف کے اس اجمالی تعارف کو ذہن میں رکھ کر آج کل کے نام نہاد صوفی بننے والے افراد کا جائزہ لیا جائے تو یہ افراد شریعت اور اتباعِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوسوں دور دکھائی دیتے ہیں۔

جب ان کے سامنے شریعت مطہرہ کا ذکرِ جمیل نکلتا ہے تو یہ طریقت کو شریعت سے جدا بتاتے ہیں، جب کہ علمائے ربانیین کے ارشادات و اقوال سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جو جتنا زیادہ شریعت اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کرے گا، وہ اتنا ہی اللہ عزوجل سے قریب ترین ہوگا اور اس کا دل صاف وشفاف ہوگا۔

مختصر یہ کہ صفائی قلب اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کا نام ہی ''تصوف'' ہے، شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا، کہ دریا کو ہمیشہ منبع کی احتیاج و ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا صوفی اسے ہی کہا جائے گا جو سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ پر کامل و اکمل طور پر عمل کرتا ہو اور اس کا دل بھی تمام تر آلائشوں سے پاک وصاف ہو۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کرکے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کرکے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

از: محمد زبیر قادری*

تاج الشریعہ اور تحفظ ایمان

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اہلِ سنّت و جماعت کے ان اساطین میں ہوتا ہے، جن کی وجہ سے ہندوستان میں سنیت محفوظ ہے اور محفوظ رہے گی، اس میں دو رائے نہیں کہ حق و باطل میں امتیاز خانوادۂ رضویہ کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے، حضور تاج الشریعہ نے بھی زندگی بھر اس پر عمل کیا.... ان شاء اللہ ہمیشہ ہمیش یہ عمل مستحکم اور قائم و دائم رہے گا۔

اکثر لوگ خانوادۂ اعلیٰ حضرت پر یہ اعتراضات کرتے ہیں کہ وہ لوگ سوائے فتویٰ دینے کے دین و سُنّیت کا کچھ کام نہیں کرتے اور جو بھی کام کرتا ہے، اس پر فتوے بازی شروع کر دیتے ہیں۔ کافی عرصے قبل احقر بھی اس خیال کا حامی ہو گیا تھا۔ لیکن حالات کا مشاہدہ کرتے کرتے حق و باطل میں امتیاز واضح ہو گیا۔ سمجھ میں آ گیا کہ ہر کسی کا احتساب کیوں ضروری ہے۔

ہمارے پڑوسی ملک کا منظر نامہ دیکھ لیجیے، بہت سارے دینی فتنے وہاں سے اُٹھے۔ جس نے سُنیت کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس بات کا ہمیں اعتراف ہے کہ وہاں دین و سنّیت کا اچھا خاصا کام ہوا اور ہو رہا ہے مگر ساتھ ہی وہاں سے اُٹھنے والے دینی فتنوں نے سنّیت کو جو نقصان پہنچایا، اس کی تلافی بھی ممکن نہیں۔ طاہر القادری، گوہر شاہی، جاوید غامدی، مرزا انجینئر وغیرہ اور نہ جانے کتنے ہی پیروں نے عوام کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ہے، قادیانیت کو سب سے زیادہ فروغ وہیں سے ملا.... یہ سب کیسے ممکن ہو گیا؟ حالانکہ وہاں بھی سنّیوں کی اکثریت ہے، اس کے باوجود بھی آئے دن نت نئے فتنے و فرقے وجود پذیر ہوتے رہتے ہیں اور دین و سنّیت کو کھوکھلا کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

اس کے برعکس ہند میں جب بھی دین کے نام پر کوئی فتنہ اُٹھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کا سر کچل دیا جاتا ہے، اس کا گلا دبا دیا جاتا ہے۔ ایسی سخت گرفت کی جاتی ہے کہ اگر وہ فتنہ مکمل ختم نہیں ہوتا، تب بھی محدود و مطعون ضرور ہو جاتا ہے۔ اس قدر معتوب ہو جاتا ہے کہ لوگ ان کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ حال ہی میں الہٰ آباد سے اُٹھنے والا فتنہ سیّد سراواں کو دیکھ لیجیے۔ جس نے کئی بڑوں پر ایسا جادو چلایا کہ وہ بھی تقلید سے منحرف اُس صوفی کے اسیر نظر آنے لگے۔ لیکن خانوادۂ بریلی شریف سے وابستہ رہنے والے علما و مفتیان و خلفا کبھی کسی فتنے سے جلد متاثر نہیں ہوتے۔ کبھی کسی نئی فکر و نظر سے متاثر نہیں ہوتے۔ لہٰذا علما کی گرفت اور تعاقب سے جلد ہی شیخ سراواں کا جادو مانند سراب زائل ہو گیا، ورنہ نہ جانے کتنے لوگ اس کے دام فریب کا شکار ہو جاتے۔

اس سے قبل ماہ نامہ جامِ نور تیزی سے ایک فتنے کی شکل میں اُبھرا.... حضرت علامہ ارشد القادری کی نسبت نے لوگوں کو اس تحریک کے قریب کر دیا.... مگر جب اس نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی فکر و نظر سے انحراف کیا، تو لوگ اس سے دور ہوتے گئے۔ اس فتنے نے بہت اہلِ علم کو اپنا اسیر کیا.... پھر ان کی زبانیں اپنے اسلاف کے حق میں گستاخ ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ جام نور کی حقیقت واضح ہوتی گئی... اور آخر میں یہ فتنۂ رواں صدی طاہر القادری سے مل گیا۔ تو اس کی اصلیت خوب واضح ہو گئی۔

عرض مدّعا یہی ہے کہ دین پر کسی حاکم کی گرفت مضبوط ہونا لازمی ہے، ورنہ لوگ دین سے کھلواڑ کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بروقت پکڑ کرنا، اس فتنے کا سدّ باب کرنا.... آج

* مضمون نگار مجلّہ مسلک ممبئی کے ایڈیٹر ہیں۔

کے دور میں سب سے اہم ضرورت ہے، جو کہ حضور تاج الشریعہ کے ذریعے ممکن ہوئی۔ خارجی فتنوں سے تو ہم مستقل برسرِ پیکار رہتے ہی ہیں، لیکن داخلی فتنے جب سُنّی بن کر گمراہ کرنے نکلتے ہیں، تو اس کی پہچان دیر سے ہوتی ہے، تب تک کافی لوگ اس فتنے کے اسیر اور گمراہیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

آج فتنوں کا دَور دَورہ ہے، باطل مذاہب، باطل فرقے تو ہیں ہی، لیکن صلح کلیت ایک بڑا فتنہ ہے، جو سنّیت میں رہتے ہوئے سنّیت کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں لگا ہوا ہے۔ کوئی بھی فرد ہو، اِدارہ یا تنظیم ہو، جب تک وہ دین وسنّیت پر مضبوطی سے قائم ہے اور اسلاف سے ہٹ کر کچھ غلط راہ نہیں اپناتا، تب تک وہ اپنا ہے ورنہ سنّیت میں اس کے لیے جگہ نہیں۔

گروہ در گروہ اور فرقہ در فرقہ بنانے سے سنّیت پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے اسی کو سارا دین سمجھ رہا ہے۔ تنظیمیں، اِدارے بنائے جاتے ہیں دین و سُنّیت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے، لیکن تنظیم کو ہی سارا دین و اسلام سمجھ لیا جاتا ہے.... اپنے آپ کو ہر تنقید سے بالاتر اور معصوم عن الخطا سمجھنا، یوں لگتا ہے اس دور کا خاصا بن گیا ہے۔ اس لیے بھلے ہی آپ کسی بھی تنظیم سے وابستہ ہوں، یہ مزاج اپنا لیجیے کہ صرف سنّیت کے لیے کام کرنا ہے، سُنّی مبلغ ہی بنے رہنا ہے اور تنظیم کا مقصد بھی تو یہی ہے ناں!!!

حضور تاج الشریعہ کا یہی مشن تھا، جس پر عمل پیرا ہو کر ہم سنّیت کا صحیح معنوں میں تحفّظ کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس مشن کو جاری رہنا چاہیے۔ حضور تاج الشریعہ کی حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رہتی تھی۔ وہ حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنے کے لیے ریڈیو پر خبریں برابر سنتے تھے۔ دنیاوی سیاست و حالات پر نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر معاملے میں بہت محتاط روی سے کام لیتے تھے، کسی کے بارے فوراً رائے نہیں دے دیتے تھے، بلکہ خاموشی سے جائزہ لیتے، اس کے معاملات پر کھتے، پھر کوئی فیصلہ لیتے۔ یہی محتاط روی دین کی اساس ہے۔

جبکہ کچھ لوگوں کا عمل دیکھ لیجیے کہ کل تک جن چیزوں کو حرام قرار دے کر ان سے دور و نفور تھے، آج جواز کا فتویٰ دے کر گلے کا ہار بنا کر استعمال کر رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کے فتوے اس قدر جلدی بدل جاتے ہیں، جیسے کہ لباس تبدیل کر رہے ہوں، ایسے لوگوں سے دین کا نقصان ہے، اللہ بچائے دورِ جدید کے ایسے لوگوں سے، حضور تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں رہے، لیکن ہمیں ان کے مشن کو جاری و ساری رکھنا ہوگا، یہی مشن مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے۔

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے

◆◆◆

ص ۳۶ کا بقیہ.....

الفیلشن (5) مادہ کی زیادتی (6) ہارٹ اٹیک (7) موٹاپا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ٹرانس جینڈر قانون اور عمل دونوں ہی شریعت اسلامیہ کے مخالف ہیں اور نہ صرف شریعت اسلامیہ کے خلاف بلکہ انسانیت کے بھی دشمن ہیں اور خرابیوں کے ساتھ ساتھ بیماریوں کا مرقع ہیں؛ اس لیے نہ صرف مسلمان بلکہ ہر ایک حساس انسان کو اس قانون اور عمل کا رد کرنا چاہیے اور اپنے اطراف و جوانب کو اس سے محفوظ رکھنے کی کوشش و کاوش کرنی چاہیے۔

◆◆◆

ص ۳۹ کا بقیہ.....

جلدی کر دے (جو بھی ہو سکے) وہ بھی کہیں گے "لستُ ھناک" یعنی میں اس منصب پر نہیں (کیونکہ) میری بد دعا سے سارے اہل زمین غرق کر دیئے گئے تھے، آج مجھے بس اپنی ہی فکر پڑی ہے، بلکہ تم لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ جنہیں اللہ نے اپنا خلیل بنایا ہے تو لوگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے اور شفاعت کی درخواست کریں گے آپ کا بھی وہی جواب ہوگا کہ "لستُ ھناک" یعنی میں اس مرتبہ پر فائز نہیں ہوں (کیونکہ) مجھ سے تین مرتبہ جھوٹ کا صدور ہوا تھا (تو میں اس وجہ سے) آج خود اپنے ہی غم میں مغموم ہوں...

.....جاری ◄■

از: مولانا عطاء النبی مصباحی*

ٹرانس جینڈر! شریعت اور سائنس کے تناظر میں

تحقیقات

اللہ تعالیٰ علّام الغیوب، خلاق کائنات اور سب سے بڑا حکیم ہے جس کا کوئی بھی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اس لیے اس کے علم ازلی میں جس کے لیے جیسا ہونا تھا، اس کی ویسی ہی تخلیق فرمائی۔ کسی کو جانور بنایا تو اس لیے کہ اس کے حق میں وہی بہتر تھا۔ اسی طرح کسی کو انسان بنایا تو اس لیے کہ اس کے لیے انسان ہونا ہی بہتر تھا، اسی طرح انسانوں میں کسی کو مذکر پیدا کیا، کسی کو مونث اور کسی کو مخنث تو اس لیے کہ اس کے لیے وہی بہتر تھا۔

اس کی تخلیق میں کسی کو کسی طرح کے اعتراض کا کوئی حق نہیں، کیوں کہ اس نے جس کو بھی پیدا کیا احسن تقویم پر پیدا کیا لیکن اگر کسی کو سمجھ نہ آئے تو اس کی عقل کا قصور ہے نہ کہ (معاذ اللہ) اللہ کی تخلیق میں کمی۔ لیکن میڈیکل سائنس نے اپنی ترقی کی بنیاد پر جہاں بہت سی آسانیاں پیدا کی ہیں وہیں بہت سی مشکلات بھی کھڑی کر دی ہیں، شرعی و اخلاقی حدود کا پاس ولحاظ نہ سائنس کا مقصود ہے اور نہ ہی اس کے اکتشافات سے اس قسم کی امیدیں وابستہ رکھنا دانش مندی ہے۔

میڈیکل سائنس ایجادات و اکتشافات کا ایک نمونہ ''ٹرانس جینڈر'' ہے۔ اس کی ابتدا کب ہوئی؟ ایک تحقیق طلب امر ہے، البتہ 2008ء میں امریکی شخص نے اپنے آپ کو اس ایجاد کا تختہ مشق بنایا۔ راشٹریہ سہارا مورخہ 6/اپریل 2008ء کو ص 12/ پر یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ ''جنس تبدیل کرانے والا امریکی مرد حاملہ'' امریکہ میں ایک مرد جس نے دس برس قبل اپنی جنس تبدیل کروائی تھی، اب حاملہ ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کا یہ بچہ ایک معجزے سے کم نہیں دس برس قبل جب تھامس بیبی ایک آپریشن کے ذریعے عورت سے مرد بنے تھے تو انہوں نے اپنے تولیدی نظام کو تبدیل نہیں کروایا تھا۔

اب تھامس، جو چونتیس برس کے ہیں، کا کہنا ہے کہ بچہ پیدا کرنا ان کا حق ہے۔ مسٹر تھامس کی بیوی نے ایک اسپرم بنک سے حاصل کئے گئے اسپرمز کو ایک سرنج کی مدد سے مسٹر تھامس کے جسم میں داخل کیا، جس سے حمل ٹھہرا ان کے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کا حمل بالکل نارمل ہے، تھامس کا کہنا ہے کہ بچہ پیدا کرنے کی خواہش زنانہ یا مردانہ نہیں بلکہ ایک انسانی خواہش ہے اور میں ایک مستحکم مردانہ شناخت بھی رکھتا ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ دس برس قبل جب انہوں نے جنس تبدیل کروانے کا آپریشن کروایا تھا تو اس وقت اپنے تولیدی نظام کو برقرار رکھا تھا کیوں کہ وہ ایک دن بچہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اسی طرح ملک ہندوستان کے صوبہ گجرات کی ایک خبر پرنٹ میڈیا والیکٹرانک میڈیا کے توسط سے بھی ملک و بیرون ملک میں نشر ہو چکی ہے۔ ۱۱/اپریل ۱۹۸۱ء کو ایک بچہ پیدا ہوا ظاہری شکل میں وہ لڑکی تھا لیکن تین سال کی عمر سے اس کی تمام عادتیں تمام شوق اور تمام طریقے لڑکے کے تھے گھر والے اس کا بچپن سمجھ کر اس کے لئے زیادہ فکر مند نہیں تھے جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی گئی ویسے ویسے اس کی لڑکے والی عادتیں مثلاً کھیل کود کپڑے کی پسندیدگی اس کا ملنا جلنا لڑکوں کے ساتھ بڑھتا گیا وہ لڑکیوں سے دور رہنے لگا کچھ عمر کے بعد گھر والے پریشان اور فکر مند ہو کر کئی شائکاٹرکٹ ڈاکٹروں [ذہن، دماغ، نفس کے ماہر طبیبوں] سے ملاقات اور بیٹھک کرائی گئی لیکن ایسا کرنے پر بھی اس کی عادتوں اور حرکتوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی خود کی یہ حالت سے خود بھی بہت پریشان تھی اور اپنے آپ کو سمجھنے کے لئے دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے انٹرنیٹ کے ذریعہ

* مضمون نگار سہ ماہی ''سنی پیغام'' نیپال کے مدیر اعلیٰ ہیں۔

رابطہ قائم کیا اس کے باوجود اس کی حالت کا چند علمائے دین سے کئی بار تذکرہ کیا مگر ان کی طرف سے کوئی معقول مشورہ قائم نہیں ہوتا تھا۔

آخر کار ہندوستان کی مشہور سیتارام بھارتیہ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ریسرچ، نیو دہلی سے رابطہ کیا وہاں ماہران نفس ڈاکٹروں کے ساتھ کئی بیٹھک کی گئیں انہوں نے جینڈر آیڈینٹیٹی ڈس آرڈر مرض عرف تبدیلیہ جنس جس میں انسان اپنے نفس کے خلاف کا جسم پاتا ہے وہ بیماری پائی انہوں نے سرجنوں کی ٹیم کے پاس یہ پورا کیس معاملہ بھیجا جہاں اس کے جسم میں خون کی جانچ اور دماغ کی جانچ سونوگرافی کے ذریعہ اور دوسری بلڈ جانچ کے ذریعہ مردوں کے آثار بہت زیادہ پائے۔

ان کا مشورہ یہ تھا کہ اس حالت میں مریض زیادہ وقت تک رہ نہیں سکتا اور مسلسل گھٹن اور پریشانی میں رہتا ہے، اس کے لیے اس کے ذہن کے مطابق اس کا جسم ہونا ضروری ہے چند آپریشنوں کے بعد اس کو پوری طرح کئی ڈاکٹروں نے مل کر مرد میں تبدیل کر دیا جس کے سرٹیفکیٹ سند سرجنوں اور ماہران نفس کے انگریزی میں اور اردو میں اس کے ساتھ ہیں۔

ٹرانس جینڈر کسے کہتے ہیں؟

ٹرانس جینڈر ایک جدید مغربی اِصطلاح ہے۔ لفظ Transgender۔ دو اَلفاظ سے مُرَکَّب ہے۔ Trans کے معنی ''منتقل'' یا ''تبدیل کرنا''، جب کہ gender کے معنی ''جنس'' کے ہیں۔ مندرجہ ذیل تعریف اقوام متحدہ کی دستاویز سے لی گئی ہے۔ مرد یا عورت جو اپنی پیدائشی جنسی شناخت سے اِنحراف کر کے اپنی جنسی شناخت (Gender Identity) بدل لیتے ہیں، مثلاً مرد سے عورت یا خنثیٰ، یا عورت سے مرد یا خنثیٰ یا بے جنس ہونا چاہتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی دوسری جدید شناخت اختیار کرتے ہیں۔

ان میں سے بعض طِبِّی طریقۂ کار کو اختیار کرتے ہوئے ہارمون تھیراپی یا سرجری وغیرہ بھی کروا لیتے ہیں۔ انہیں ٹرانس سیکشوئل (Transsexual) بھی کہا جاتا ہے اور بعض صرف پیدائشی جنس سے مختلف Gender Expression یعنی جنسی اِظہار کرتے ہیں یعنی وَضْع قَطْع، حُلْیہ، لباس اور اَطوار بدل لیتے ہیں۔ انہیں کراس ڈریسر (Cross Dresser) بھی کہا جاتا ہے۔

ٹرانس جینڈر قانون کس کے لیے پاس کیا گیا 7/مارچ ۲۰۱۸ء کو ہم جنس پرستی کی عالمی اور بدنام زمانہ تنظیم (LGBT) کے اشارے پر پاکستان کی معروف سیاسی جماعتوں نے، باہم اشتراک سے پاکستان کے ایوان بالا (سینٹ) سے ٹرانس جینڈرز پروٹیکشن ایکٹ (Transgenders Protection Act) کے نام سے ایک بل پاس کیا، جسے صرف دو ماہ کے قلیل وقفے کے بعد ۱۸ مئی ۲۰۱۸ء کو قومی اسمبلی سے بھی فی الفور منظور کروا کر، باقاعدہ قانون کی شکل دے دی گئی۔ بادی النظر میں یہ ایک معمولی سا بل تھا، جو پاکستان میں خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں پاس کیا گیا۔ (ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء، ص1)

ٹرانس جینڈر کے چند اہم نکات

ٹرانس جینڈر ایٹ (Transgender Act) کے چند اہم نکات حسب ذیل ہیں:

(۱) اس ایکٹ کی دفعہ ۳/ کے مطابق کوئی بھی مرد یا عورت صرف اپنی خواہش یا احساس کی بنیاد پر، اپنے شناختی کاغذات میں اپنی جنس تبدیل کروانے کا حق رکھتا ہے اور نادرا (Nadra) فس بغیر کسی طبی معائنہ یا سرٹیفکیٹ کے، قانونی طور پر اس بات کا پابند ہے کہ تبدیلی جنس کی درخواست دینے والے مرد یا عورت کی حسب خواہش جنس کا اندراج کرے۔ ٹرانس جینڈر ایکیٹ میں اس قانون کے لیے (SelfPerceived Gender Identity) کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔

(۲) اس بل کے چیپٹر ۲/ کی سیکشن ۲/ اور ۳/ میں یہ بھی کہا گیا ہے، کہ قومی رجسٹریشن اتھارٹی نادرا سمیت تمام سرکاری محکموں کو، اس کے اپنے دعوے کے مطابق اسے مرد یا عورت تسلیم کرنا ہوگا اور اپنی طے کردہ جنس کے مطابق اسے نادرا سے قومی شناختی کارڈ (National Identity Card) ڈرائیونگ لائسنس

(Driving License) چلڈرن رجسٹریشن سرٹیفکیٹ (Children RegistrationCertificate) وغیرہ کے حصول میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

(۳) ایک اور سیکشن میں یہ بھی مذکور ہے کہ ہر طرح کے سامان، رہائش گاہ، خدمات، سہولتوں، فوائد، استحقاق یا مواقع جو عام پبلک کے لیے وقف ہوتے ہیں، یا رواجی طور پر عوام کو دستیاب ہوتے ہیں، ٹرانس جینڈرز (Transgenders) کے لیے ان سے استفادہ یا راحت حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

(۴) ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgender Act) کی شق ے کی ذیلی دفعہ 3 میں یہ بھی کہا گیا ہے، کہ ۱۸ سال کی عمر کو پہنچنے پر وراثت میں مرد خواجہ سرا کے لیے مرد کے برابر حصہ ہوگا، زنانہ خواجہ سرا کے لیے عورت کے برابر حصہ ہوگا اور وہ خواجہ سرا جو مذکر اور مؤنث دونوں خصوصیات کا حامل ہو، یا اس کی جنس واضح نہ ہو، تو اسے مرد اور عورت دونوں کی اوسط کے برابر حصہ ملے گا اور ۱۸ رسال سے کم عمر ہونے کی صورت میں اس کی جنس کا تعین میڈیکل افسر طے کرے گا۔ (ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء، ص4)

ٹرانس جینڈر کی شرعی خرابیاں

ٹرانس جینڈر کی تعریف، اس کے نکات اور اس کی انجام دہی کے طریقہ کار کو پیش نظر رکھ کر شریعت کے ترازو میں دیکھا جائے تو شرعی لحاظ سے یہ کام حرام نظر آئے گا بلکہ حرام کاریوں کا مجموعہ نظر آئے گا، ان میں سے چند ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

(1) تغییر لخلق اللہ کا ارتکاب

ٹرانس جینڈر یعنی جنس کی تبدیلی اور جنس کی تبدیلی کا مطلب ہوا تغییر لخلق اللہ اور تغییر لخلق اللہ بنص قرآن و حدیث حرام بلکہ شیطانی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ-وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا- ترجمہ: اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں دِلاؤں گا، تو یہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا تو یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو وہ کھلے نقصان میں جا پڑا۔" (پارہ4/سورۂ نساء، آیت119)

حاشیہ جلالین شریف میں ہے:

"والمشهور تفسير تغيير الخلق بتغير صورة الحيوان بفقاء عين الحامي وخصاء بني آدم والوشم والوشر والواسطة والسحق وتغير الشيب بالسواد والوصل والنمص۔" (حاشیہ جلالین بحوالہ مدارک)

تفسیر صاوی میں ہے:

"ومن ذلك تغيير الجسم۔" (ج۱/ص۲۳۱)

صحیح مسلم شریف میں ہے:

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى۔ (الصحیح لمسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم فعل الواصلۃ، جلد2/صفحہ205) یعنی گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، نچوانے والیوں اور خوب صورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔"

اس حدیث پاک کے بارے میں امام محمد بن احمد القرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"قال أبو جعفر الطبري: في حديث ابن مسعود دليل على أنه لا يجوز تغيير شي من خلقها الذي خلقها الله عليه بزيادة أو نقصان۔ (تفسیر قرطبی، جلد5/صفحہ 393/مطبوعہ قاہرہ) یعنی ابوجعفر طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات پر دلیل ہے کہ جس خلقت پر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، اس میں کسی چیز کی کمی بیشی کر کے اسے بدلنا جائز نہیں ہے۔"

(2) تقسیم الٰہی پر عدم رضامندی

اس قانون میں ایک خرابی یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ اللہ

کی تخلیق اور تقسیم پر راضی نہیں ہیں۔ کیوں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے جیسے ہمیں بنایا وہ ہمارے لیے بہتر نہیں، جب کہ ہمیں ایسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ گویا ایسے لوگ اپنے بارے میں اللہ کے کیے گئے فیصلے پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے جنس مخالف کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے میں فرمایا تھا:

''الَّذِی خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ فِی أَیِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ۔ (پارہ 30 رسورۃ الانفطار، آیت 8-7) جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا پھر اعتدال والا کیا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔''

یعنی اس نے تجھے رحم مادر میں حقیر نطفہ سے پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے تیرا وجود نہیں تھا اور تجھے کامل انسان بنایا، تو سنتا ہے دیکھتا ہے اور عقل وفہم رکھتا ہے۔ تجھے معتدل بنایا اور حسن صورت والا بنایا۔ تیری دونوں آنکھیں دونوں کانوں، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو برابر بنایا۔ اگر تیرے اعضا میں یہ برابری اور مناسبت نہ ہوتی تو تیرے وجود میں حسن کی بجائے بے ڈھب پن ہو جاتا۔ اسی تخلیق کو قرآن کریم میں احسن تقویم سے تعبیر فرمایا:

''لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِی أَحْسَنِ تَقْوِیمٍ۔ (پارہ 30 / سورۃ التین، آیت 4) بیشک یقیناً ہم نے آدمی کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔''

(3) فریب اور دھوکہ عام ہوگا

ٹرانس جینڈر ایک طرح سے دھوکہ اور فریب کی راہ بھی ہموار کرتا ہے۔ کیوں کہ اس سے ایک مرد خود کو عورت یا ایک عورت خود کو مرد ثابت کرے گا۔ اب اس سے فریب یوں ہوگا کہ کسی ادارہ یا کمپنی میں کسی مرد کی حاجت ہوگی اور وہاں ٹرانس جینڈر والا عورت یا جہاں عورت کی حاجت ہوگی، وہاں ٹرانس جینڈر والا مرد جگہ پائیں گے اور کوئی بھی عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح ایک ادارہ یا کمپنی کس طرح دھوکہ کا شکار ہوں گی اور ساتھ ہی جھوٹ کا در بھی وا ہوگا۔ کیوں کہ جب کہیں مقام پر مرد کی حاجت ہوگی اور وہاں یہ ٹرانس جینڈر مرد جائے گا تو وہ خلقت کے اعتبار سے ہوگی عورت لیکن ٹرانس جینڈر کے اعتبار سے اب اپنی پہچان ایک مرد کی طرح کرائے گی اور خود کو مرد کہے گی اسی طرح مرد کا بھی حال ہوگا تو اس عمل سے جہاں فریب کاری عام ہوگی وہیں کذب بیانی کا دور دورہ ہوگا۔ یہ فریب دہی اور کذب بیانی دونوں ہی شریعت کی نظر میں حرام اور دخولِ جہنم کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

''لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِین۔ ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (سورۃ آل عمران، آیت 61)

رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کے متعلق فرمایا:

''ایاکم والکذب، فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، جلد 2، صفحہ 339) یعنی جھوٹ سے بچو، کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔ کوئی شخص جھوٹ بولتا اور سوچتا رہتا ہے حتّٰی کہ اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے دھوکا دینے والوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''من غشنا فلیس منا۔ (الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، جلد 1 رصفحہ 70) یعنی جو ہمیں دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(4) ہم جنس پرستی کا فروغ

اس سے ہم جنس پرستی کا بھی دور دورہ ہوگا، جب کہ یہ ایک غیر فطری عمل ہے۔ کیوں کہ شہوت کی تکمیل کے لیے قدرت نے ایک بہترین نظام دیا ہے کہ مرد اور عورت رشتہ نکاح سے منسلک ہو جائیں اور پھر اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل ایک مہذب انداز میں کرے لیکن ٹرانس جینڈر کے عمل سے ایک فطری عمل کو چھوڑ کر غیر فطری عمل کا مرتکب ہونا دانستہ بھی اور غیر دانستہ بھی عام ہوگا۔ کیوں کہ مغرب زدہ اس زمانے میں لوگوں میں ہم جنس

پرستی کی ایک وبا پھیلتی جارہی ہے لیکن اب بھی کسی حد تک ایک مہذب معاشرہ اسے ذلیل نظروں سے ہی دیکھتا ہے۔

اب اس ٹرانس جینڈر عمل کے سبب ایک دوہم جنس کو موقع ملے گا اور غیر فطری طریقہ سے اپنی شہوانی خواہشات کی تکمیل کے لیے دوہم جنس میں سے ایک اپنی جنس تبدیل کر کے ہم جنس پرستی کرتا رہے گا یا ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی ٹرانس جینڈر کے تحت مرد یا عورت ہوا اور پھر شادی جب عورت سے یا مرد سے ہوئی تو بظاہر دونوں الگ الگ جنس ہیں لیکن درحقیقت ہم جنس ہی ہوں گے اور اس طرح غیر دانستہ ہم جنس پرستی جیسا گناہ عظیم انجام پاتا رہے گا۔ حالاں کہ قرآن وحدیث میں اس کی سخت مذمت آئی ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ-(پارہ 17/سورۃ الانبیاء، آیت 74) ترجمہ: اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی، بیشک وہ بُرے لوگ نافرمان تھے۔''

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا:

''لعن اللہ من عمل عمل قوم لوط۔(سنن الکبری للنسائی، ابواب التعزیرات والشہود من عمل عمل قوم لوط، ج4/ص322/مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت) یعنی اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو قوم لوط والا عمل کرے۔''

شعب الایمان میں ہے:

''عن ابی سهل قال:سيكون في هذه الامة قوم يقال لهم اللوطيون على ثلاثة اصناف:صنف ينظرون وصنف يصافحون وصنف يعملون ذلك العمل-(شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، ج7/ص287/مطبوعہ مکتبۃ الرشد، ریاض) یعنی حضرت ابو سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عنقریب اس امت میں ایک قوم آئے گی جسے لوطیہ کہا جائے گا، وہ لوگ تین طرح کے ہوں گے: وہ جو (شہوت کے ساتھ) امردوں کو دیکھیں گے، ایک وہ ہوں گے جو ان سے ہاتھ ملائیں گے اور ایک وہ ہوں گے جو ان سے لواطت کریں گے۔''

(5) جنسِ مخالف کی مشابہت اختیار کرنا

شریعت اسلامیہ نے مرد وعورت کو ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور ایسے مردوں پر لعنت کی گئی کہ جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں، تو جب فقط مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا، تو اپنی جنس تبدیل کروا کر عورت کا مرد اور مرد کا عورت بن جانا، کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ تو مشابہت سے ہزاروں گنا زیادہ سخت قبیح اور خبیث عمل ہے۔ حدیث پاک میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں:

''لَعَنَ رَسولُ اللهِ صَلىٰ اللهُ عليه وسلَّمَ المتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بالنِّسَاءِ، والمتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بالرِّجَالِ-(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبہون بالنساء، جلد 2/صفحہ 874) یعنی رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔''

بخاری شریف کی حدیث پاک کے تحت علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ ''عمدۃ القاری'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''تشبه الرجال بالنساء فى اللباس والزينة التي تختص بالنساء مثل لبس المقانع والقلائدو المخانق والاسورةوالخلاخل والقرط ونحو ذلک مماليس للرجال لبسه و تشبه النساء بالرجال مثل لبس النعال الرقاق والمشى بها في محافل الرجال ولبس الاردية والطيالسة والعمائم و نحو ذلك مماليس لهن استعماله،وكذلك لايحل للرجال التشبه بهن في الافعال التي هي مخصوصة بهن كالانخناث في الاجسام و التأنيث في الكلام و المشى-(عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب المتشبہون بالنساء، جلد 22/صفحہ 41) یعنی مردوں

کا عورتوں سے لباس اور ایسی زینت میں مشابہت کرنا جو صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً: اوڑھنی، ہار، گلو بند، کنگن، یا زیب، بالی پہننا اور اس جیسی وہ چیزیں، جو مرد نہیں پہنتے، انہیں پہن کر عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا (منع اور حرام ہے) اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا (منع اور حرام ہے) مثلاً مردوں جیسے باریک جوتے پہن کر مردوں کی محفلوں میں چلنا، مرادنہ چادریں، شالیں، عمامے اور ایسی چیزیں پہننا، جو عورتیں استعمال نہیں کرتیں اور اسی طرح مردوں کو ان افعال میں مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں، جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں، جیسے جسموں میں لچک کا انداز اور گفتگو اور چلنے میں زنانہ پن پیدا کرنا۔''

(6) بے پردگی و بے حیائی کا فروغ

یہ قانون اور عمل بے پردگی اور بے حیائی کے فروغ کا سبب ہے، کیوں کہ اس قانون سے مکمل استفادہ کرنے کے لیے مرد و عورت کے لیے سرجری (آپریشن) ناگزیر ہے، اور اس سلسلے میں اپنا ستر بلا وجہ شرعی غیر مرد و عورت (یعنی ڈاکٹر صاحبان) کے سامنے کھولنا ہوگا، حالاں کہ بلا ضرورت ایسا کرنا بھی حرام ہے، حضرت سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ۔ (صحیح المسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، ج1 رص 266) یعنی مرد مرد کے ستر کی طرف نظر نہ کرے اور عورت عورت کے ستر کی طرف نظر نہ کرے۔''

نیز اس قانون کے نتیجے میں بے پردگی اور بے حیائی کو یوں بھی فروغ ملے گا کہ ایک شخص مرد ہونے کے باوجود صرف کاغذات میں اپنے آپ کو عورت لکھوا کر وہ گرلز ہاسٹل میں مسلم بیٹیوں کے ساتھ رہائش اختیار کر سکتا ہے، ان کے واش رومز میں بلا روک ٹوک جا سکتا ہے، شادی ہال میں خواتین کی طرف بیٹھ سکتا ہے، جبکہ یہ تمام شرمناک حرکتیں قابل مذمت ہیں اور خلاف شریعت، نہ ہمارا دین اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ہماری ثقافت۔

(7) احکام شرع کے نفاذ میں دشواری

اس سے شریعت کے احکام کے نفاذ میں بھی دشواری ہوگی کیوں کہ اس عمل کو جب خنثیٰ یا مرد یا عورت کرائے گا تو ظاہری اعتبار سے معاشرہ اسے کچھ اور دیکھے گا اور اسی کے مطابق اس کے متعلق احکام شرع کا تصور کرے گا، حالاں کہ حقیقت حال اس سے مختلف ہوگی یعنی وہ شریعت کے ان احکامات کا مخاطب نہ ہو گا۔ نیز اس عمل کے بعد کوئی بھی مرد خود کو عورت اور کوئی بھی عورت خود کو مرد قرار دے سکتی ہے، تو اس کے بعد احکام شرعیہ کے نفاذ میں مشکلات پیدا ہوں گی۔

(8) حقِ وراثت کے قانون میں خرابی

اس سے تقسیم وراثت میں نہایت مشکلات کا سامنا ہوگا کیوں کہ اس میں خنثیٰ کے احکام جدا ہیں کہ ان کے جسم میں پائی جانے والی علامتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے گا کہ انہیں مرد کے اعتبار سے وراثت دینی ہے یا عورت کے اعتبار سے اور یونہی جو حقیقت میں عورت ہے، لیکن مرد ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر اسے مرد قرار دیا گیا ہوگا اور جو حقیقت میں مرد ہوگا، اسے اس کے عورت ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر عورت قرار دیا گیا ہوگا، تو ان کی وراثت میں جو حصہ شریعت کے مقرر کردہ اصول وضوابط کے مطابق بنتا ہوگا، اس کا خلاف کرنا لازم آئے گا، جب کہ میراث اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حق ہے، جو جس کے لیے جتنا مقرر کیا گیا ہے اسے اتنا ہی ملے گا، جبکہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مرد یا عورت لکھوانا، بعض صورتوں میں دیگر ورثاء کا مال ناحق کھانے کو لازم کرے گا، جب کہ قرآن وحدیث میں اس کی شدید ممانعت بیان فرمائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

''وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (سورۂ بقرہ، آیت 188) اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔''

وراثت میں مردوں اور عورتوں کے حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہونے کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوٰلِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوٰلِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا-(سورۂ نساء، پارہ 4/آیت 7)

ترجمہ: مردوں کے لیے اس (مال) میں سے (وراثت کا حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے، مالِ وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ۔'' (اللہ نے یہ) مقرر حصہ (بنایا ہے)

(9) نسل کشی کا فروغ اور نسل انسانی کی تباہی

اس سے دنیا کی آبادی کاری بھی مشکلات کے بھنور میں آ جائے گی کیوں کہ جس طرح جو کوئی جس کام کے لیے بنایا جائے وہی اس کام کو بہترین انداز میں انجام دے سکتا ہے برخلاف اس کے کہ جو اس کام کے لیے وجود میں آیا ہی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کی تخلیق کا ظاہری سبب عورت کو بنایا ہے اب اگر یہ کام کوئی مرد عورت میں تبدیل ہو کر انجام دے تو کیوں کہ وہ مرد، عورت کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

(10) ذمہ داریوں سے راہِ فرار

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی تقسیم صرف ظاہری جسامت اور محض فزیکل وجود کی خاطر ہی نہیں رکھی، بلکہ ایک عظیم حکمت اور خدمت انسانیت کے بڑے اہداف بھی ان دونوں اصناف کے ساتھ وابستہ ہیں، ایک مرد بطور باپ اپنا رول ادا کرتا ہے اور عورت بطور ماں اپنا سب کچھ اولاد پر نچھاور کرتی ہے، اسی تناظر میں درج ذیل حدیث مبارکہ پر غور کیجیے، جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَ هِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ-(صحیح البخاری 839) تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا ذمہ دار ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ پس بادشاہ حاکم ہی ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ ہر انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

عورت جب صنف نازک ہونے کے باوجود مرد بنتی ہے تو درحقیقت وہ اپنی ذمہ داریوں سے فرار کی راہ اختیار کرتی ہے، یہی حال مرد کی جنس تبدیل کر کے عورت بننے کا ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں باپ ماں کا حق ادا کرے گا اور ماں باپ کا حق ادا کرے گا۔

ٹرانس جینڈر اور سائنس

دنیا کو بظاہر ترقی کی بلندی پر لے جانے والا سائنس بھی یہی کہتا ہے کہ ٹرانس جینڈر سے جنس تو تبدیل کر سکتے ہیں لیکن جو فطری اور قدرتی عادات و اطوار اور اوصاف و کمالات ہیں ان میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً بچہ کو پہلی غذا ماں کا دودھ ہو، یہی اس بچہ کے لیے زیادہ بہتر ہے، عالمی تنظیم برائے صحت (WHO) نے سفارش کی ہے کہ ''پیدائش کے پہلے گھنٹے کے اندر ہی دودھ پلانا شروع کیا جانا چاہئے اور بچے کو اس کی زندگی کے ابتدائی 6 ماہ تک خصوصی طور پر صرف ماں کا دودھ پلایا جانا چاہیے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی سمیت کوئی دوسری کھانے پینے کی چیز فراہم نہیں کی جانی چاہیے۔''

اب ظاہر ہے کہ ٹرانس جنیڈر کے تحت کوئی مرد عورت ہوا پھر سائنسی کمال سے اس نے بچہ کو پیدا بھی کر دیا تو وہ دودھ کہاں سے لے کر آئے گا جو ایک ماں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح ماں کے اندر جس قدر رحم و کرم کی صفت موجود ہوتی ہے ایک ٹرانس جینڈر وہ رحم و کرم کس سائنس سے اپنے اندر پیدا کرے گا کیوں کہ خود محققین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مرد و عورت دونوں میں بہت فرق ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان فرق پر کیلیفورنیا کے

مشہور مصنف جان گرے (Dr. John Gray) کی کتاب: Men are from MARS, Women are from VENUS دنیا کی جانی مانی Best Selling کتاب ہے، جس میں انہوں نے مرد اور عورت دونوں میں فرق بیان کیا ہے، جان گرے کا کہنا ہے کہ ان دونوں میں اتنا زیادہ فرق ہے گویا کہ وہ مختلف Planets سے آئے ہوں، اس لیے انہوں نے اپنی کتاب کا نام ہی ایسا رکھا ہے کہ مرد مریخ (Mars) سے ہے اور عورت زہرہ (Venus) سے، یعنی ان دونوں میں اتنا فرق ہے جتنا مریخ اور وینس میں فاصلہ، جان گرے لکھتے ہیں:

"It reveals how men and women differ in all areas of their lives. Not only do men and women communicate differently but they think, feel, perceive, react, respond, love, need and appreciate differently. They almost seem to be from different planets, speaking different languages and needing different nourishment."(Page:5)

یعنی اس کتاب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مرد اور خواتین اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں کس طرح مختلف ہیں۔ مرد اور خواتین نہ صرف مختلف بات چیت کرتے ہیں بلکہ وہ مختلف انداز میں سوچتے، محسوس کرتے، ادراک کرتے، ردعمل دیتے، جواب دیتے ہیں، محبت کرتے ہیں، ضرورت محسوس کرتے اور تعریف کرتے ہیں۔ یہ لگ بھگ مختلف سیاروں سے ہیں، مختلف زبانیں بولتے ہیں اور ان کو مختلف غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ٹرانس جینڈر بیماریوں کے گھیرے میں

ٹرانس جینڈر اپنی جنسی خواہشات اور فاسد ذہن وخیال کے سبب اپنی جنس تو تبدیل کرلیں گے لیکن ساتھ ہی بیماریوں کی ایک بڑی جماعت ان کا پیچھا کرتی رہے گی "Health Encyclopedia" نامی ویب سائٹ پر ٹرانس جینڈر کے بارے میں لکھا ہے:

"People of any sexual orientation can face health problems. LGBTQ people may be at a greater risk for health problems because they may not always see a healthcare provider when they need to. It may be that they feel embarrassed, have had a bad experience, fear judgment, or have a healthcare provider who is uninformed.

Here are some health issues to be aware of and talk about with your healthcare provider."

(https://www.urmc.rochester.edu/encyclopedia/content.aspx?contenttypeid=134amp;contentid=116)

یعنی کسی بھی جنسی رجحان کے لوگ صحت کے مسائل سے دو چار ہو سکتے ہیں۔ مگر LGBTQ (یعنی ہم جنس پرستوں اور ٹرانس جینڈر) کو صحت کے مسائل کا خطرہ زیادہ ہو سکتا ہے کیوں کہ اُن کے پاس صحت کا خیال رکھنے والے ماہرین موجود نہیں ہوتے، ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ وہ شرمندگی محسوس کرتے ہیں، یا پھر اُن کے ساتھ ہوئے برے تجربات، عدالت (سے انصاف نہ ملنے) کا ڈر یا پھر اُن کے پاس ایسے صحت کا خیال رکھنے والے لوگ ہوں جو نا تجربے کار ہوں۔"

اور پھر ٹرانس جینڈر کا سامنا ہونے والی بیماریوں کی فہرست مع تفصیل پیش کی گئی ہے جن کے نام یہ ہیں: (1) ہارمون پروبلم (2) کینسر (3) دماغی پریشانی (4) جنس منتقلی بقیہ ص ۲۸ پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

ستر ہویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

جہنم سے ایک ڈراؤنی گردن کا نکلنا

...پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دے گا (کہ ایک گردن باہر نکالے) حکم سنتے ہی جہنم سے ایک بولتی ہوئی گردن باہر نکلے گی جو بہت لمبی چوڑی، کالی کلوٹی ہوگی۔

قیامت کے دن اللہ کا بندوں سے خطاب پُرعتاب

...پھر اللہ تعالیٰ بندوں سے فرمائے گا:

"اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۔ (ترجمہ) اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے عہد (واقرار) نہ لیا تھا کہ تم شیطان پرستی نہیں کروگے۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ تم (صرف) میری عبادت کروگے یہ (بالکل) سیدھا راستہ ہے۔ اور بے شک شیطان نے تم میں کی ایک بڑی تعداد کو (سیدھے راستہ سے) بھٹکا دیا تو کیا تمہیں عقل نہیں تھی، یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا آج اسی میں جاؤ اپنے کفر کے بدلے۔" [سورۂ یٰسین — ۶۰ تا ۶۳]

اللہ کے حضور خلق کا تذلل

...تو یہ (سن کر) سب امتوں کے لوگ (مارے خوف کے) گھٹنوں پنجوں کے بل گر پڑیں گے (گویا پوری تواضع و تذلل کے ساتھ گھٹی پڑ جائیں گے) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا۔ (ترجمہ) اور تم ہر گروہ کو دیکھوگے گھٹی پڑا ہوا ہر امت کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف پکارا جائے گا۔" [سورۂ جاثیہ — ۲۸]

خلق کے باہمی خصومات کے فیصلے

...پھر اللہ تعالیٰ اپنی خلق کے درمیان فیصلے فرمائے گا وحشی اور پالتو (ہر قسم کے) جانوروں کے درمیان بھی فیصلہ فرمائے گا، یہاں تک کہ بے سینگ بکری کو سینگ والی سے بدلہ دلائے گا، پھر فرمائے گا: کونی ترابا، مٹی ہوجا اس وقت (حسرت سے) کافر کہے گا: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ (ترجمہ) اے کاش میں (بھی) مٹی ہوجاتا، پھر بندوں کے درمیان فیصلے فرمائے گا۔ [حدیث مذکور پوری ہوئی]

حشر میں عورت مرد سب ننگے اٹھیں گے

حدیث شریف

حضرت نافع حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يحشر الناس يوم القيامة كما ولدتهم امهاتهم حفاة عراة۔ (ترجمہ) لوگ روز قیامت ننگے پاؤں، ننگے بدن محشور ہوں گے جیسا کہ ان کی ماؤں نے انہیں جنا تھا۔"

اس پر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: حضور! کیا مرد و عورت سب کے سب؟ حضور نے ارشاد فرمایا: ہاں تو آپ نے (اظہار تأسف کرتے ہوئے) عرض کیا: واسوأتاہ! ہائے خرابی ہائے بے شرمی! لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے، تو حضور نے ان کے کاندھے پر تھپکی مار کے فرمایا: اے ابن ابی قحافہ کی بیٹی! اس دن لوگوں کو ایک دوسرے کی طرف نظر کرنے کی مہلت نہیں ملے گی (ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی) وہ تو آسمان کی طرف نظر پھاڑے (ٹکٹکی

ترغیبات

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

باندھے) چالیس سال تک کھڑے رہیں گے، نہ کھائیں گے نہ پئیں گے اور (لوگوں کے جسموں سے نکلا ہوا) پسینہ بعض کے قدموں تک پہنچے گا، بعض کی پنڈلیوں تک، بعض کے پیٹ تک اور بعض (کے دہن تک کہ پسینے سے ان) کو اچھو لگنے لگے گا، یہ سب وقوف کے دراز ہونے کے سبب ہوگا، پھر ملائکہ عرش اعظم کے ارد گرد پرے باندھے (قطار در قطار) کھڑے ہونگیں، (حضور نے آگے فرمایا):

رب کے حضور پیشی اور محاسبت کا منظر

...پھر اللہ تعالیٰ ایک منادی کو (ندا کرنے کا) حکم دے گا وہ ندا کرے گا (بندے کا نام مع نام والدہ لے کر پکارے گا کہ) فلاں ابن فلانہ کہاں ہے؟ (یعنی وہ سامنے آئے) تو لوگ آواز کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں گے، منادی اس کو موقف سے نکال کر لے جائے گا اور رب العالمین کے حضور حاضر کر دے گا، (غرض اسی طرح) کہا جاتا رہے گا: این اصحاب المظالم یعنی ظلم والے فلاں فلاں کہاں ہیں پھر ایک ایک مظلوم کو پکارے گا، پھر (ظالم سے مظلوم کو بدلہ دلایا جائے گا، اس طرح کہ) ظالم کی کچھ نیکیاں مظلوم کو دلائی جائے گی، کیونکہ وہاں روز قیامت روپیہ پیسہ نہیں چلے گا، اس دن بس یہی ہوگا کہ ظالم کی نیکیاں مظلوم لے لے اور مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں، تو مظلومین برابر، ظالم کی نیکیوں سے اپنا حق وصول کرتے رہیں گے حتیٰ کہ جب اس کی کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی تو مظلوموں کی سیئات لے کر ظالم کو دے دی جائیں گی، پھر جب بندۂ گنہگار حساب سے چھوٹے گا تو اس سے کہا جائے گا جا اپنی ماں ہاویہ کی گود میں یعنی جہنم میں، کیونکہ ﴿لَا ظُلْمَ الْيَوْمِ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ اس دن ظلم نہیں ہوگا اور اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگے گی۔ (یعنی سزا جزا بلا تاخیر ملے گی)

شدت حساب دیکھ کر مقرب بندے بھی سہم جائیں گے

وہ دن ایسا (سخت دن) ہوگا کہ مقرب فرشتے، نبی رسول، شہید (وغیرہم اخص الخواص) بھی، شدت حساب دیکھ کر یہی ظن رکھیں گے کہ آج کوئی نجات نہیں پا سکے گا بجز اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

چار نعمتوں کی بابت باز پرس ضرور ہونی ہے

حدیث شریف

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہیں، ارشاد فرمایا:

"لا تزول قدما عبد حتیٰ یسأل عن اربع..... الحدیث" (ترجمہ) کسی بھی بندے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں باز پرس نہیں ہو جائیگی: (۱) اس کی عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری؟ (۲) جسم کے بارے میں کہ کن کاموں میں پرانا کیا؟ (۳) علم کے بارے میں کہ اس پر کہاں کہاں عمل کیا؟ (۴) اور مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں اٹھایا؟"

روز قیامت نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا

خبر عکرمہ

حضرت عکرمہ (جلیل القدر تابعی بزرگ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے (آپ نے کتاب وسنت کی روشنی میں) فرمایا: روز قیامت، والد اپنے ولد سے لگے گا (چمٹے گا) اور کہے گا: اے بیٹے! میں دنیا میں تیرا والد تھا تیرا باپ تھا اور پھر وہ اس کی تعریف کرے گا (کہ تو بہت لائق تھا ایسا تھا ویسا تھا) اور کہے گا آج مجھے ایک ذرہ بھر نیکی کی ضرورت درپیش ہے تو اپنی نیکیوں میں سے مجھے دے دے، شاید مجھے اس مصیبت سے نجات مل جائے جو تو دیکھ رہا ہے، بیٹا جواب دے گا میں تو خود اپنے متعلق آپ کی طرح خوف زدہ ہوں، میرے بس کی نہیں کہ آپ کو ذرا سی بھی نیکی دے سکوں۔ (اولاد سے مایوسی کے بعد) بیوی سے اٹکے گا کہے گا: میں دنیا میں تیرا شوہر تھا، وہ اس کی تعریف کرے گی (کہ ہاں تم بہت اچھے شوہر تھے) وہ کہے گا آج میں تجھ سے ایک نیکی کا طالب ہوں تو مجھے ہدیۃً دے دے، شاید میں اس مصیبت سے نجات پالوں جو تو دیکھ رہی ہے، وہ جواب دیگی مجھے ایسا کرنے کی طاقت نہیں کیونکہ تمہاری طرح میں خود خائف ہوں۔

اس روز کوئی نہ کسی کا بوجھ بانٹے نہ کسی کو کسی پر ترس آئے

آیت کریمہ

چنانچہ اللہ تعالیٰ (قرآن شریف میں) فرمارہا ہے:

''وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی۔ (ترجمہ) اگر (روز قیامت، گناہوں کے بار سے) بوجھل کوئی جان، اپنا بوجھ بٹانے کے لئے (کسی کو) آواز دے تو اس کے بوجھ میں سے کچھ نہیں بٹایا جائے گا اگرچہ وہ (بڑا قریبی) رشتہ دار ہو۔'' [سورۂ فاطر-۱۸]

توضیح:

(مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کی توضیح میں کہا) مراد یہ ہے کہ جس کو اس کے گناہوں نے بوجھل کردیا ہوگا اس کا کوئی گناہ، کوئی دوسرا شخص نہیں اٹھائے گا۔(۱)

محشر میں کافر کی بے چینی کا عالم

حدیث شریف

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان الکافر لیلجم بعرقه من طول ذلک الیوم حتی یقول یا رب ارحمنی ولو الی النار۔ ترجمہ: (میدان محشر میں) روز قیامت کی درازی کے سبب کافر کو اتنا پسینہ چھوٹے گا کہ اس کے منہ میں گھسنے لگے گا حتی کہ (بے چین ہوکر) کہے گا اے رب مجھ پر رحم فرما اگرچہ تو مجھے دوزخ جانے کا حکم دے۔'' (یعنی تاکہ اس مصیبت سے تو کسی طرح رہائی پاؤں) [حدیث تام ہوئی]

حدیث شریف

حضرت مصنف اپنے شیخ فقیہ ابوجعفر سے سن کر ان کی تحدیث واسناد تام نقل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لم یکن نبی قط الا کانت له دعوة.....الحدیث۔ (ترجمہ) کوئی نبی کبھی ایسا نہیں ہوا جسے ایک مستجاب دعا نہ ملی ہو اور پھر اس نے جلدی سے دنیا میں اپنی دعا استعمال نہ کرلی ہو، لیکن میں نے اپنی وہ (مستجاب) دعا، روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا چھپا کے اُٹھا رکھی ہے۔''

[بخاری، کتاب الدعوات]

حضور کے بعض مخصوص واہم فضائل کا ذکر

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے (بطور تحدیث نعمت) ارشاد فرمایا: سنو! میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا اور قبروں سے اٹھنے والوں میں سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں گا اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور لواء الحمد (حمد الٰہی کا خاص جھنڈا) قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا، اس کے نیچے آدم وبنی آدم سب جمع ہوں گے، اس پر مجھے فخر (یا گھمنڈ) نہیں...

شفاعتِ کبریٰ سے متعلق تفصیلی بیان

...پھر (آگے اور) فرمایا: لوگوں میں قیامت کے دن کی گھٹن اور بے چینی بہت سخت ہوگی (اہل محشر چاہیں گے اس غم وکرب سے کسی طرح جان چھوٹے) تو (اپنا سفارشی بنانے کے لئے) حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے اور عرض کریں گے: اے حضرت! اے ابوالبشر اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کیجئے کہ ہمارا فیصلہ (جلدی) فرمادے (تاکہ اس طویل مصیبت سے تو رہائی مل جائے) آپ جواب دیں گے: ''لست هناک'' یعنی میری یہ حیثیت نہیں میں تو اپنی ایک خطا کے سبب جنت سے نکالا ہوا ہوں مجھے تو آج خود اپنا ہی غم ہے، بلکہ تمہیں نوح (علیہ السلام) کے پاس جانا چاہیئے کیونکہ وہ پہلے نبی مرسل ہیں (انکا بڑا مرتبہ ہے) تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے حضرت اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے کہ ہمارے درمیان فیصلہ بقیہ ص ۲۸ پر

[۱] یعنی خواہ وہ کتنا ہی بڑا ممنون ومحب ہو یا محسن ومحبوب ہو، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا یعنی نہ ایک نیکی دے گا، نہ ایک گناہ کسی کا اپنے سر لے گا، یہ مضمون کسی شاعر نے یوں نظم کیا ہے: ؎

نہ ایک نیکی کسی کو کوئی بشر دے گا
نہ اِک گناہ کسی کا بھی اپنے سر لے گا
نہ ماں، نہ باپ، نہ آئیں گے کام بھائی بہن
نہ کوئی دوست ہی پیارے تری خبر لے گا

۱۲ رمترجم غفرلہ۔

از: مولانا غیاث الدین مصباحی*

اے بنت حوا! تم کہاں جا رہی ہو؟

احوال قوم و ملت

میں اس وقت ٹک ٹاک اور دوسرے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ فحاشی پھیلانے والی مسلم بچیاں میں تم سے مخاطب ہوں، کیا تم اسلام کے ماننے والی ہو، یا مذہب اسلام کو بدنام کرنے والی، کیوں کہ اسلام تو عورتوں کو عزت دینے اور ان کے وقار کو محفوظ کرنے والا مذہب ہے، اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو حیا کے زیور سے مزین کیا اور حیا کے متعلق فرمایا:

''الحیاء خیر کلہ۔ یعنی حیا سراپا خیر ہے۔''

(صحیح مسلم، باب شعب الایمان، الخ، ۱/ ۴۸)

لیکن! بڑا المیہ یہ ہے کہ تم تو ٹک ٹاک پر غیروں کی نقالی میں بے حیائی کو فروغ دے رہی ہو، پھر بتاؤ تم کس اسلام کو ماننے والی ہو؟ اسلام نے تو حیا کو ایمان کا شعبہ قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

''الحیاء شعبة من الایمان والبذاء من النفاق۔ حیا ایمان کا حصہ ہے اور بے حیائی نفاق کا حصہ ہے۔''

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی العیّ، ۲/ ۲۳)

خدارا ہوش کے ناخن لو، خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی مردہ ضمیر کو جھنجھوڑ کر زندہ کرو، اور خود ٹھنڈے دماغ سے سوچو کہ ٹک ٹاک وغیرہ پر ہونٹ ہلا کر actors کی acting اپنا کر ویڈیو اپلوڈ کرنے سے کیا تم کبھی باعزت و باحیا بن سکتی ہو؟ اگر باحیا نہیں بن سکتی تو (مکمل طور سے) اسلام کے ماننے والی کیسے بن سکتی ہو؟ سوچو ذرا، تم کہاں جا رہی ہو؟

پوری دنیا میں اپنی بے حیائی کی وجہ سے ناپاک نظروں کی قیدی بن رہی ہو، نامراد مردوں کے ذریعہ اپنی عزت نفس کی دھجیاں اُڑا رہی ہو، ذرا، تم ایک بار اسلامی تعلیمات کے دامن میں آجاؤ پھر دیکھو کہ دنیا والے کیسی تمہاری عزت کی حفاظت کرتے ہیں، تم کیسے نامراد مردوں کے حوس کی شکار بننے سے محفوظ رہتی ہو، بس ضرورت ہے کہ دوسروں کو کوسنے سے پہلے خود اپنے کردار پر نظر ثانی کرلو، کیا تم مسلمہ ہو یا مسلم خواتین کی عزت کو پامال کرنے والی؟

کیوں کہ آج ٹک ٹاک کے بارے میں غیروں (non muslims) کی زبانی یہ حقیقت بیانی سننے کو مل رہی ہے کہ ٹک ٹاک پر بے حیائی پھیلانے والیوں میں مسلم خواتین بھی شامل ہیں (العیاذ باللہ) اور حقیقت بھی ہے لیکن تم سے کہنا یہ ہے کہ تم جب ٹک ٹاک پر نیم برہنہ لباس پہن کر، اپنے حسن کو دنیا والوں کے سامنے بکھیرتی ہو تو، دنیا والے صرف تمہیں ہی بے حیا و بے غیرت نہیں کہتے ہیں، بلکہ تمام امت مسلمہ کو بے غیرت اور بے حیا کہتے ہیں۔

ٹک ٹاک اور اس جیسے ایپس کا سب سے خطرناک نقصان موسیقی سے لگاؤ اور بے حیائی کی لت کی شکل میں ہوتا ہے، گانا اور موسیقی شریعت میں ممنوع ہیں، نبی رحمت ﷺ موسیقی سے سخت نفرت کرتے تھے، حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دور ہو گئے اور مجھ سے کہا: اے نافع! کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟ میں نے کہا نہیں! تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکال لیں اور فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، اس جیسی آواز سنی تو آپ نے بھی اسی طرح کیا۔ (سنن ابوداؤد، حدیث ۴۹۲۴)

نبی کریم ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے بقیہ ص ۲۲ پر

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

فتنۂ ارتداد! حقیقت یا فسانہ

حوصلوں کا مَر جانا موت سے سخت ہے، آج مسلم بچیوں کے ارتداد کا خوب ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے— نفسیاتی طور پر پوری قوم اِس منجدھار میں ہے کہ مسلم بچیاں ارتداد کے دَلدَل میں دَھنستی جا رہی ہیں— یہی پروپیگنڈہ مہم بچیوں میں بے یقینی، سرپرستوں میں بے چینی اور معاشرے میں نامُرادی وشکست خوردہ فضا ہموار کرنے کا سبب بن رہی ہے— قوم خود کو نیم جاں محسوس کر رہی ہے— پروپیگنڈہ میں ہم/سوشل میڈیا/سبھی شامل ہیں، گویا اس طرح کا ماحول بچیوں کے لیے بھی مشرکین کی سمت ترغیب کا سبب بن رہا ہے

فتنۂ ارتداد کسی قدر ہوا ہے، گرچہ یہ حقیقت ہے کہ مشرکین کی دہشت گرد وِنگ نے مسلمانوں کے خلاف سخت سازشیں رچی ہیں— سیم وزر کے ذریعے مسلم بچیوں کو ورغلانے سے لے کر محبت کا جال بننے والے غنڈوں کی مالی وقانونی مدد تک کے معاملات منظم سازش کا پتا دیتے ہیں— جس کا زیادہ تر دائرہ کالجز، ہاسٹل، یونیورسٹیوں تک کشادہ ہے— آزاد خیال، ماڈریٹ اور فیشن ایبل گھرانوں کی بعض لڑکیاں اس کی لپیٹ میں آ رہی ہیں، لیکن یہ بھی کم قیامت نہیں کہ ہمارے معاشرے کی ایک لڑکی غیر مسلم یعنی مشرک سے شادی کرے! ایسا ایک دو واقعہ ہی ہم مسلمانوں کے لیے کسی چیلنج سے کم نہیں!

نقصانات

پھر دہشت گرد تنظیموں کے سازشی پیار/محبت/عشق کے جھانسے میں آ کر اِن نقصانات سے گزرنا پڑے، یہ بھی سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے 1:— ایمان گنوا بیٹھنا— 2— مشرک سماج میں چار دن کے پیار کے بعد ذلت ورسوائی کی زندگی گزارنا، ہر ہر لمحہ گھٹ گھٹ کر جینا— 3— نسب/خاندان کی پاکیزگی سے محروم ہو جانا— 4— مشرکین کے یہاں چھوت/کمتر/نجس/ذلیل سلوک سے دوچار ہونا— 5— ہوس پوری ہونے کے بعد بے گھر کر دیا جانا— یا پھر طرح طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جانا— 6— خودکشی پر مجبور کر دیا جانا، نہیں تو قتل کا اندیشہ لاحق ہونا— 7— مرتد ہونے تک خوب میٹھے میٹھے خواب میں مَست ہونا— مرتد ہونے کے بعد نچلے درجے کی ذلت کا شکار ہو جانا— 8— ہر لمحہ دُکھ، دَرد اور تکلیف میں گزرنا— نہ سکون نہ چین— نہ آبرو کی حفاظت نہ تقدسِ نسواں— 9— اذیت ناک زندگی جس کے تصور سے ہی انسانیت لرز اُٹھے— یہ سب مشرکین کے گندے معاشرے کا تعفن اور ان کے منصوبے کا حصہ ہے— 10— جب عزت گنوا کر والدین کے یہاں آنا چاہیں تو والدین کا رویہ بھی منفی ہونا فطری ہے۔

ایسے میں انھیں معاشرے کو اپنانا مشکل ہوتا ہے— گرچہ ایسے ماحول سے لَوٹنے والی بچیوں کو اپنانا اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنا ہمارے معاشرے کی ذمہ داری ہے۔

لمحۂ فکریہ

1:— جو غنڈے مسلم بچیوں کے چہرے سے نقاب نوچنے کی کوشش کریں وہ بچیوں کے ہمدرد کیسے ہو سکتے ہیں؟ 2— شرابی ظالم ہوتا ہے، جن کے یہاں شراب عام ہوں، وہ بچیوں پر کس قدر ظلم کرتے ہوں گے! 3— جن کا معاشرہ ان کی عورتوں کے لیے وبالِ جان ہو وہ کیوں کر مسلم بچیوں کی تکریم کریں گے؟ 4— جہاں خاندانی نظام تباہ ہو اور درندگی کی حد تک بچیوں کا استحصال ہو وہاں مسلم بچی کیوں کر امن سے رہ سکے گی؟ 5— جہاں عورتیں رسوائی وظلم کی چکی میں پس رہی ہوں وہاں مہذب سماج کی خاتون کس طرح محفوظ رہے گی۔

احوالِ وطن

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

تدارک کی صورتیں

فتنۂ ارتداد کی دَستک آج کی نہیں — اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلِ رواں نے تمام باطل نظریات کو لرزہ براندام کر دیا ہے — وہ مقابلے کی قوت نہیں پاتے اس لیے سازشوں کا سہارا لیتے ہیں — لیکن جن کا ایمان پختہ اور عقیدہ سلامت ہوتا ہے وہ مشرکین کے جھانسے میں نہیں آتے ہیں — بہر کیف ہمیں چاہیے کہ فتنۂ ارتداد سے بچنے کے لیے یہ تدابیر اختیار کریں:

1 — مشرکین کی دہشت گردانہ حرکتوں سے نسل نو کو باخبر کریں، جب کہ ان کے بعض چہرے مالیگاؤں بم دھماکوں میں بے نقاب ہو چکے ہیں — کرکرے جیسے افسران نے ہندو دہشت گردی کی پول کھول دی ہے — تو جو دہشت گرد ہوگا وہ ہماری بہنوں کی آبروؤں کا کیسے دشمن نہ ہوگا؟ 2 — بچیوں کو بچوں کو پہلے اسلامی عقائد و تعلیمات ازبر کرائیں پھر دیگر علوم، سچا پکا مسلمان بنائیں، 3 — بچیوں کو گھریلو ہنر ضرور دیں تا کہ وہ معاشرہ سازی میں کردار ادا کریں — 4 — بچیوں بچوں پر مکمل اعتماد رکھیں لیکن ان کی مکمل نگرانی کریں — ہر آن باخبر رہیں — بری صحبت سے بچائیں — بُرا دوست دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے — 5 — اسمارٹ فون حتی الامکان استعمال نہ کرنے دیں۔

سوشل میڈیا سے دور رکھیں — فضول تفریح سے بچائیں — 6 — تعلیم کے میدان میں ضرور شامل کریں لیکن غیروں کی دوستی کو موت جانیں — بچیوں کے دل و دماغ میں بھگوا تو دہشت گردوں کا ظالمانہ چہرہ پیش کریں تا کہ ان سے وہ نفرت کریں، اس سے عفت عزت بچے گی اور مکروہ کردار کے چہرے بے نقاب ہوں گے — 7 — غریب بچیوں کے رشتے کو متمول/ مڈل کلاس افراد قبول کریں اور طلاق یافتہ خواتین کے رشتے کے لئے مسلم نوجوان اپنا کردار ادا کریں — 8 — اپنے مال کی زکوٰۃ کا لازمی طور پر ایک حصہ اپنے پڑوس کی مستحق بیوہ/ یتیم بچوں بچیوں پر خرچ کریں۔

سفید پوش مستحق محروم امداد نہ رہیں — 8 — سنجیدہ و اہلِ علم افراد اپنے اپنے علاقوں کی ایک ایسی لسٹ بنائیں جن کے یہاں مفلسی ہو یا کوئی مالی امداد کی ضرورت ہو — پھر مستقل طور پر ذمہ داری نبھائیں — 9 — معاشرے سے شراب، نشہ آور گولی، نشہ، گانجہ وغیرہ کی گندی عادتیں ختم کروائیں تا کہ نشہ کے شکار گھرانے امن و چین کا گہوارہ بن جائیں — 10 — بڑی دعوتوں کو ختم کریں — فضول خرچی بند کریں — مدارس کی ترقی کے لئے سوچیں، بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کریں، بیماروں کا علاج کروا دیں — کمزوروں کے دَرد و دُکھ میں کام آئیں — 11 — سادگی اپنائیں، اسلامی تعلیمات پر عمل کریں — نمازوں اور رزق حلال کی پابندی کریں تو ان شاء اللہ ارتداد کے منصوبوں کو ناکام بنا سکیں گے — 12 — سلفِ صالحین کی پاکیزہ زندگی کو نمونۂ عمل بنائیں۔

ایک صدی قبل جب کہ ہریانہ، آگرہ وغیرہ شدھی تحریک کی سازشوں کے شکار تھے، اور لاکھوں مسلمان ارتداد کی آندھیوں میں ایمان گنوا بیٹھے تھے، خلفائے اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم و حضور محدثِ اعظم کی قیادت میں جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی نے فتنۂ ارتداد پر بند باندھا اور ارتداد کے شکار افراد کو واپس دین میں لایا، اسلاف کا قدم مشعل راہ ہے بقول اعلیٰ حضرت ؎

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل اور غیر اسلامی راہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

◆◆◆

قارئین کرام
ماہنامہ سنی دنیا کا یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے۔
اگر آپ کوئی تجارت یا کاروبار کرتے ہیں تو رسالہ میں اپنے کاروبار کا اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

(از: ڈاکٹر معین احمد خاں*

تاریخِ مدینہ! ایک عظیم علمی شاہکار

نام کتاب : تاریخِ مدینہ
مصنف : صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خان قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ
ناشر : کنز الایمان فاؤنڈیشن، بریلی شریف
ضخامت : ۳۸۹ صفحات، سن اشاعت ۱۴۴۴ھ/ ۲۰۲۳ء
مبصر : ڈاکٹر معین احمد خاں قادری بریلوی

کسی بھی فن یا علم پر شائع ہونے والی کتاب متعلقہ علم وفن کی توسیع ہوا کرتی ہے اور زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ نئے نئے تجربات ومعلومات کی فراہمی میں مدد ومعاون ثابت ہوتی ہے اور اگر موضوع ایسا ہو کہ جس پر کافی مواد پہلے سے موجود ہو تو مصنف کا انداز بیان سب سے اہم ہو جاتا ہے مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ مسلمانان عالم کے لیے دو ایسے متبرک شہر ہیں جن کی عظمت و اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔

لہٰذا اوائل اسلام سے ہی ان کی عظمت ورفعت پر متعدد کتب ہمارے اکابر علماو مؤرخین نے تصنیف فرمائیں جن کی تفصیلات جگہ جگہ اور بالخصوص مختصراً ذکر اس تاریخ مدینہ کتاب کے دیباچہ یا مقدس خوبصورتی کے ساتھ درج ہے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے اور جس کا ذکر اس کتاب کی تقدیم میں محترم مولانا محمد احتشام رضا مرکزی نجمی صاحب نے بھی کیا ہے کہ تاریخ مدینہ سے متعلق ایک بھی مکمل کتاب زبان اردو میں نہیں دیکھی۔

راقم الحروف 2007 میں جب حج وزیارت کے لئے حرمین طیبین میں حاضر ہوا تھا تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعدد کتب خانوں میں جا کر جغرافیہ عرب (وتاریخ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ) کے تعلق سے اردو یا انگریزی زبان میں کتب کی تلاش کی تھی لیکن کوئی بھی کتاب" تاریخ سعودیہ" تک کی ان دو زبانوں میں دستیاب نہ ہو سکی تھی، البتہ تلاش بسیار پر مسجد قبا شریف کے نزدیک فٹ پاتھ پر ایک تاجر کتب کے پاس بیوت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حول المسجد نبوی شریف، نام کی کتاب کا اردو ترجمہ جس کے مصنف ایک پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی ہیں دستیاب ہو سکا اور تاریخ مدینہ کے نام سے ایک اور کتاب اردو زبان میں میرے دوست ڈاکٹر مبین رضا خان شعبہ انگریزی طائف یونیورسٹی کو (مطبوعہ دار السلام، ریاض، لاہور، لندن، ہولینڈ) کی دستیاب ہوئی جو بعد ازاں انہوں نے مجھے تحفۃ ارسال کی ہو سکتا ہے کہ یہ میرے محدود مطالعہ کا قصور ہو ہو لیکن تاریخ مدینہ کے تعلق سے اردو زبان میں اتنی جامع مکمل کتاب مجھے پہلی بار دستیاب ہوئی۔

جس کے مصنف ومرتب مزاج قلندرانہ کے ساتھ ساتھ دماغ سکندرانہ اور نگاہ عارفانہ رکھتے تھے جن کی خوش اخلاقی خوش مزاجی کے چرچے اپنے تو اپنے بیگانوں میں بھی موضوع بحث رہا کرتے تھے میری مراد برصغیر ہی نہیں بلکہ کہا جائے کہ عالم اسلام کے مشہور ومعروف خانوادہ رضویہ کے ایک فرد جلیل علامہ کبیر و محدث شہیر حضور صدر العلماء علامہ مفتی تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں جنکو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے صرف" گل سر سبد" ہونے کا ہی اعزاز حاصل نہیں ہے بلکہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ الرضوان کے تلمیذ رشید ہونے کا تمغہ بھی حاصل ہے۔

اس کتاب کی اشاعت نے اہل علم کو ورطہ حیرت میں ڈالا ہے جس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں، آپ نام نمود وشہرت سے کوسوں دور رہتے تھے، اس کتاب سے یہ بات اور نمایاں ہو گئی ہے، یہ کتاب آپ نے کس دور میں لکھی ابھی تک اس کی وضاحت نہیں ہو سکی ہے ممکن ہے آنے والے وقت میں کسی نہ کسی ذریعہ

سے اس کی وضاحت ہو جائے۔

اس کتاب کے انداز بیان سے اچھی طرح یہ بات نمایاں ہو جاتی ہے ہے کہ یہ پوری کتاب سلیس اردو میں تحریر کی گئی ہے جس میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ سلاست و روانی بھی بھرپور شگفتگی بھی، ابواب کی تقسیم نے اس کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں، آٹھ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں ہر باب پر سیر حاصل و پُر مغز گفتگو کی گئی ہے، باب اول میں مدینہ طیبہ کی آبادی کے متعلق مورخین کی رائے کو دلچسپ اور دل نشین انداز میں بیان کیا ہے مدینہ طیبہ کے پرانے نام یثرب کے تعلق سے ذرا یہ انداز بیاں ملاحظہ کریں۔

" آغاز آبادی سے ہجرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی نام چلتا رہا، سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری نے اسے عظمت بخشی، آپ کی سکونت نے اس شہر کی عظمت میں چار چاند لگا دیئے وادیٔ عرب کی اس آبادی کو عروس البلاد بنا دیا حضور کی توجہ خاص نے اس خطہ پاک کو طرح طرح کی خوبیوں کا مرکز بنا دیا۔" (ص64)

اس میں کوئی شک نہیں کہ دلچسپ شاعری، پرکشش نظم لکھنا کوئی آسان کام نہیں ردیف وقوافی کی تلاش میں شاعر نہ جانے کن کن صحراؤں میں سفر کرتا پھرتا ہے نہ جانے کن کن وادیوں کے طول وعرض کو ناپتا ہے تب کہیں جا کر اپنے افکار و خیالات کو کوشعر کے سانچے میں ڈھالنے میں کامیاب ہوتا ہے لیکن دور جدید کے بڑے بڑے نقادوں محققین کی رائے میں پر اثر وہ پرکشش لکھنا اس سے بھی بڑا دشوار گزار مرحلہ ہے، اس اصول کو مدنظر رکھ کر حضور ﷺ کے اس اقتباس کو جو آپ نے مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ کے حوالے سے پیش کیا ہے ملاحظہ کریں۔

بڑے بڑے نقاد محققین کی رائے میں پر اثر و پرکشش نثر لکھنا اس سے بھی بڑا دشوار گذار مرحلہ ہے اس اصول کو مدنظر رکھ کر حضور صدر العلماء کے اس اقتباس کو جو آپنے مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ کے حوالے سے پیش کیا ہے ملاحظہ کریں:

" ان لوگوں کا زمانہ بڑے عیش وعشرت سے گزرا، بیماری کا کہیں وجود نہ تھا، عمریں صدیوں کی ہوتی تھیں، رونے پیٹنے کی آواز کبھی سنائی نہ دیتی تھی، کوئی جنازہ نظر نہ آتا تھا، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے بعد مدینے کے راستے سے اکثر انبیائے بنی اسرائیل بسلسلۂ حج آتے جاتے رہے ہیں۔

چنانچہ ایک بار حج کی واپسی پر موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا کوہِ احد پر ٹھہرنا اور ہارون علیہ السلام کا وہیں واصل بحق ہونا اور وہیں دفن ہونا اور اسی قافلے کے بعض بنی اسرائیل کا بانتظار نبی آخر الزماں ﷺ یہیں پر رک جانا بعض تاریخوں سے ثابت ہے، یہ قرین قیاس بھی ہے، اس واسطے کہ شام سے مکہ معظّمہ آنے کا صحیح راستہ آج بھی مدینہ طیبہ میں ہو کر گذرتا ہے۔" (ص69)

کہتے ہیں کہ اگر نگاہ عارفانہ ہو اور مزاج قلندرانہ تو انداز فلسفیانہ اپنے آپ تحریروں میں وتقریروں میں آہی جاتا ہے اگر یقین نہ ہو تو ملاحظہ کریں تاریخ مدینہ کا یہ اقتباس جو باب دوم" فاتحہ عالم کا مدینہ میں انوکھا داخلہ" کے عنوان سے موجود ہے:

" دنیا میں جس دن سے فتوحات کا چرچا پھیلا ہے اسی دن سے شمشیر آبدار کا علانیہ استعمال شروع ہوا ہے، فتح اور تلوار یہ دونوں ہمیشہ سے ایسے لازم وملزوم چلے آرہے ہیں کہ بغیر تلوار کے کسی مقام کی فتح کا تصور بھی آج تک کسی فاتح نے نہ کیا ہوگا اور جو مقامات بغیر لڑے دشمن کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں ان میں بھی تلوار کا خوف اور حملہ آور کی فوجی طاقت کارفرما ہوتی ہے۔ مدینہ پاک ہی دنیا میں امن کا وہ گہوارہ ہے جس نے خود کو بنا لڑے پیغمبر امن کے حوالے کر دیا جس کے ساتھ نہ کوئی مسلح فوج تھی نہ توپ، گولے نہ ٹینک اور نہ بمبار موجود تھے حتی کہ داخلۂ مدینہ کے وقت تلوار اور تیر و کمان تک نہ تھے، وہ پیغمبر امن مدینہ میں فاتحانہ داخل ہوئے، جن کو ان کے خاندان اور اہل وطن نے ان کے وطن مکہ میں رہنے نہ دیا تھا۔ وہ مکہ سے رات کی اندھیری میں خفیہ نکلے تھے۔ چند ہی روز میں بڑی دھوم دھام اور شاہانہ تزک و

احتشام سے مدینہ میں داخل ہوئے، اہل مدینہ نے مدینہ کے فاتح کا بڑے جوش وخروش سے استقبال کیا اور بڑی مدت سے اپنی قسمتوں کا فیصلہ اس فاتح عالم کے ہاتھ میں دے دیا۔" (صفحہ116)

غزوہِ احزاب یا غزوہ خندق اسلامی تاریخ میں ایک فیصلہ کن معرکہ حق و باطل تھا، کئی اعتبار سے یہ معرکہ عظیم اپنی منفرد شان سے دکھتا ہے جس کو ہمارے بزرگوں نے اپنے اپنے انداز سے امت کے سامنے پیش کیا ہے۔ اب ذرا یہ منظر کشی" تاریخ مدینہ" میں خانوادہ رضا کے فرد جلیل کے انوکھے انداز بیان سے ملاحظہ کریں اور ابو الکلام آزاد کی نثر پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے والے اردو ادیبوں کو دکھائیں کہ اگر قلم کار کے دل میں عشق مصطفےٰ ﷺ موجزن ہو تو اسکا انداز اور نرالا ہو جاتا ہے:

" یہ انوکھا منظر تھا جس کو آسمان اپنی دونوں آنکھوں سے شب و روز ٹکٹکی باندھے بڑی حیرت میں ایک مہینہ تک دیکھتا رہا اور زمین کے سینے پر تو کافر جی رہے تھے لیکن وہ تو کفر کے بوجھ سے مر رہی تھی اور یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، جب کفار اس خطہ پاک سے ناشاد و نامراد لوٹے تو زمین سے آسمان تک مسرت کی لہریں دوڑ گئیں۔ ان کامیاب مسلمانوں پر آسمان نے خوشی خوشی خدا کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں اتار دیں اور زمین نے مسلمانوں کی محبت کے جوش میں اس کے لیے اپنی گودیں پھیلا دیں پھر تو مسلمان زمین کی گود میں کھیلا اور دور تک کھیلا صدیوں کھیلا۔" (149)

ریاستِ مدینہ یا نفاذِ شریعت اسلامیہ کے تعلق سے بابِ سوم کے اختتام پر عرب کی آزاد زندگی میں شریعت اسلامیہ کی حد بندی پر کیا ہی دلچسپ و دلنشیں انداز میں رقم طراز ہیں:

" دنیا کے بادشاہ مالک رقاب امم کہلاتے ہیں، ان کے اختیارات، مال، فوجداری اور دیوانی کے فیصلوں تک محدود رہتے ہیں۔ مگر یہاں جان و مال اہل، وعیال سب پر آپ کو اختیار کلی دے دیا گیا تھا کہ آپ جو چاہیں کریں، آپ نے اس وقت ان پر ایک قانون نافذ فرمایا، عرب کی آزاد زندگی کے پیش نظر اس قانون میں پابندی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس میں ہر کردار پر پابندی تھی۔ قلم وقدم وزبان پر پابندی تھی۔ ہر وقت اور ہر آن پر پابندی تھی، دن رات اور روزمرہ پر پابندی تھی۔ ماں باپ پر پابندی تھی اور اولاد پر پابندی تھی۔ بھائی بہن پر پابندی تھی، دوست و دشمن پر پابندی تھی، افسر و ماتحت پر پابندی تھی، پھر وہ پابندیاں جو خدا کا بندہ ہونے کی حیثیت سے بندہ پر عائد ہوئیں وہ ان سے جدا ہیں، غرض کہ کوئی سانس کوئی نگاہ کوئی نقل وحرکت کوئی رنج وراحت اس قانون کی زد سے بچ نہ سکتے تھے۔ وہ قانون ہر جگہ ہر حال میں لاگو تھا۔ مگر واہ رے اہل مدینہ کہ انہوں نے اپنی فطرت کو اسی قانون کے سانچے میں ڈھال لیا اور گھٹی میں شامل کر لیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ قانون (اسلام) ہی انسان کا تقاضائے فطرت اور اسلامی زندگی کا بہترین نظام ہے۔

اسی لیے اس قانون پر عمل کرنے میں یہ خاص بات دی گئی ہے کہ عامل کو اس پر عمل کر کے روحانی مسرت محسوس ہوتی ہے، جس طرح گناہ کا مرتکب بعد ارتکاب اپنے اندر نفرت وحقارت محسوس کرتا ہے۔ یہ وہ عالمگیر قانون تھا جس سے بلا استثنائے مذہب وملت کم وبیش فائدہ ساری دنیا نے اٹھایا۔" (ص181-180)

تاریخ مدینہ کتاب مدینہ منورہ کے تعلق سے تقریبا تمام گوشوں کا احاطہ کرتی نظر آتی ہے، وہ چاہیں مسجد نبوی کی تعمیر توسیع ہو یا حجرات امہات المومنین ہو یا مدینہ منورہ کے ابتدائی ادبار میں مرکزیت کا بیان ہو یا بعد از آں یزید پلید کے دور کے ظلم وستم کے واقعات سب کو شامل کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ روضۂ انور کے خلاف دشمنان اسلام سازشوں کا بھی ذکر ہے اور پھر باب ششم ہفتم اور ہشتم میں تمام مقامات مقدسہ کے فضائل آداب پر اہل سنت کے عقائد کو بہترین انداز میں بیان فرمایا ہے، روضۂ انور کی زیارت کی ممانعت یا وسیلہ کے مسئلہ پر عقیدہ باطلہ کا نظریہ کہ جس کی بنیادیں آپ نے نہ صرف ہلا دی ہیں بلکہ اس کی دھجیاں اڑا دی ہیں اور اخیر میں روضۂ انور سے رخصتی کے بقیہ ص ۵۲ پر

ص ۶ ر کا بقیہ.....

جولائی ۱۹۹۱ء سے لے کر ۳۱ر جولائی ۲۰۰۲ء تک کے فتاویٰ شامل ہیں، اس میں زیادہ تر آپ کے وہ فتاویٰ ہیں جنھیں آپ نے ساؤتھ افریقہ کے سفر کے دوران تحریر فرمائے ہیں، اس میں فیجی، زمبابوے، ساؤتھ افریقہ وغیرہ مقامات سے سوالات زیادہ ہیں، اسے حبیبی دارالافتاء ڈربن ساؤتھ افریقہ سے شائع کیا گیا ہے، واضح رہے کہ ازہر الفتاویٰ کی زبان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ہے۔ ایسا نہیں کہ آپ نے اردو میں لکھوا دیئے ہوں اور کسی مترجم نے اس کا انگلش میں ترجمہ کر دیا ہو۔ بلکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے انگلش میں زبانی سوالات ہوتے تو ان کے زبانی جوابات بھی آپ نے انگلش زبان میں ہی دیتے تھے، ازہر الفتاویٰ 29 ر فتاویٰ پر مشتمل ہے، ان میں اکثر فتاویٰ میں ایک سے زائد سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

علامہ عبدالرحیم نشتر فاروقی اور مفتی محمد یونس رضا اویسی نے ''فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' کے نام سے ایک مجموعۂ فتاویٰ مرتب کیا جس میں مرکزی دارالافتاء کے متعدد مفتیان کرام کے فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں، انھیں میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے بھی چند فتاویٰ شامل کیے گئے۔ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء ۲۰۰۴ء میں مطبوع ہوئی۔ بعد میں اسی کو ''فتاویٰ بریلی شریف'' کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ یہ مجموعہ 424 ر صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں زیادہ تر فتاویٰ مرکزی دارالافتاء کے مفتیان کرام کے ہیں جن پر حضور تاج الشریعہ کی تصدیقات ثبت ہیں۔

تاج الشریعہ کی علمی مجالس

یہ زبانی دیئے گئے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، اس کی ایک جلد مفتی عاشق حسین کشمیری حفظہ اللہ تعالیٰ نے ''تاج الشریعہ کی فقہی مجالس'' کے نام سے پہلے عرس تاج الشریعہ کے موقع پر یعنی جولائی ۲۰۲۰ء میں شائع کیا، یہ مجموعہ صرف چھ ماہ کے دوران ہوئی نشستوں کے سوال و جواب پر مشتمل ہے جس کے صفحات کی تعداد 232 ہے، دوسری جلد دسمبر ۲۰۲۰ء میں منظر عام پر آئی جسے مفتی کہف الوریٰ مصباحی نے فقہی ترتیب پر مرتب کر کے تخریجات کے ساتھ شائع کیا ہے، یہ مجموعہ ''تاج الشریعہ کی علمی مجالس'' کے نام سے منظر عام پر آیا جو 312 صفحات پر مشتمل ہے۔

ویسے تو ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی ترتیب کا کام ۲۰۰۴ء میں ''فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' کی اشاعت کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا، بقول مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب ''فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے بعض احباب نے ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی بھی ترتیب کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ قبلہ فاروقی صاحب نے دن کی مصروفیات سے فارغ ہو کر رات میں رجسٹر سے فتاویٰ تاج الشریعہ کی فوٹو کاپی کرنی شروع کی، اس کے لیے انھیں مہینوں شب بیداری کرنی پڑی، پھر ''مرکزی دارالافتاء'' کے مفتیان کرام کے ساتھ ان کی ترتیب و تبویب کا آغاز کیا، جب انھوں نے جامعۃ الرضا کی نظامت کے فرائض سنبھالے تو قلت وقت کے سبب یہ کام جامعۃ الرضا کے چند اساتذہ کے حوالے کر دیا گیا۔

''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی باضابطہ اور مستقل تدوین و ترتیب کا کام ۲۰۱۱ء میں شروع ہوا۔ ابتدائی جلدوں کا کام ۲۰۱۴ء میں مکمل ہوا۔ ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کا پورا نام ''المواہب الرضویۃ فی الفتاویٰ الازہریۃ'' ہے جس سے اس کی تاریخ طباعت ۲۰۱۴ء نکلتی ہے، پہلی دو جلدیں ۲۰۱۴ء میں ہی تیار ہو گئی تھیں مگر کچھ وجوہات سے ان کا اجرا اُس وقت نہ ہو سکا، بلکہ اگلے سال ۲۰۱۵ء میں ان کا اجرا عمل میں آیا۔ پھر تیسری چوتھی جلد منظر عام پر آئی اور اس کے بعد گزشتہ سال ۲۰۲۲ء میں دس جلدوں میں مکمل فتاویٰ تاج الشریعہ منظر عام پر لا کر اس کے مرتبین نے دنیا کو حیران کر دیا۔

واضح رہے کہ دس جلدوں کو محیط یہ ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' صرف منظر اسلام میں لکھے گئے فتاویٰ کا ذخیرہ ہے، جب کہ ''مرکزی دارالافتاء'' میں لکھے گئے فتاویٰ ابھی ۸۰ ر رجسٹروں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ فاروقی صاحب کے مطابق ان فتاویٰ کی ترتیب کا کام بھی شروع ہو چکا ہے، ایک محتاط اندازہ کے مطابق یہ فتاویٰ بھی قریب دو جلدیں پر مشتمل ہوں گے، اس طرح

''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی بھی کل ۱۲ رجلدیں ہوجائیں گی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۹۶۶ء سے کیا اور آخری دور تک یہ خدمت انجام دیتے رہے، آخری دور میں بینائی کمزور ہوجانے کے سبب آپ کے فتاویٰ عموماً زبانی جوابات ہوا کرتے تھے، لائیو سوال وجواب کا سیشن بھی ۲۰۰۰ء سے پہلے سے شروع ہوا اور ۲۰۱۵ء تک چلتا رہا، ۲۰۰۰ء سے پہلے آپ کے لائیو سوال وجواب بیرونی ممالک میں ہوتے تھے، ہندوستان میں اس کا باقاعدہ آغاز ۲۰۰۷ء کے آخر میں بریلی شریف میں ہوا۔ جنوری ۲۰۰۹ء سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سوال وجواب کا لائیو سیشن شروع ہوا جس میں پوری دنیا سے عقیدت مند شامل ہوتے اور اپنے سوالات کے جوابات پاکر مطمئن ہوتے۔

آپ کے زبانی جوابات ہزاروں سے متجاوز ہیں جو کلپس کی شکل میں محفوظ ہیں، سوال وجواب سیشن کے نظم اور انجام دہی میں جانشین تاج الشریعہ حضور قبلہ قائد ملت اور مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب کا بہت اہم کردار رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کا وصال ۲۰ رجولائی ۲۰۱۹ء میں ہوا۔ اس طرح آپ کے افتاء کا سلسلہ تقریباً نصف صدی کو محیط ہے۔ آپ کے فتاویٰ اردو عربی اور انگلش تینوں زبانوں میں ہیں، آپ کے اردو فتاویٰ جو ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کی دس جلدوں میں ہیں صرف انھیں کو دیکھا جائے تو یہ کسی کرامت سے کم نہیں۔

ہم پہروں سوچتے ہیں کہ ایک ایسی شخصیت جو اس عہد کی ایک بڑی خانقاہ سے تعلق رکھتی تھی، جس کی قرارِ واقعی حیثیت دہائیوں سے دنیا کے سب سے بڑے پیر ومرشد کی رہی ہو، جس کے در پر جانثاروں کا سدا بہار ازدحام رہتا تھا، جو کثرت سے بڑے بڑے جلسوں کی زینت بنتے تو لاکھوں کی تعداد میں عوام ان کی زیارت کو ہجوم کرتے تھے، جن کے انٹرنیشنل ٹور سال میں ایک سے زائد بار ہوا کرتے تھے، جن کی قیام گاہ پر چاروں پہر زائرین اور مرید ہونے والوں کا مجمع رہتا تھا، اور بیعت کرنے کا سلسلہ رواں دواں رہتا تھا، اہل ثروت اور اربابِ بست وکشاد جن کے ساتھ چند لمحوں کی نشست کے خواہاں رہتے تھے، اس مصروف ترین شخصیت پر کرم کی کیسی بارش ہوئی کہ اتنے سارے کام بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد بھی انھوں نے کئی ہزار صفحات پر مشتمل فتاویٰ تحریر فرمادیئے۔

عقل حیران ہے آخر یہ کیسے ممکن ہوا۔ پیروں کو مریدوں سے فرصت نہیں ملتی۔ جس کی زیارت کو لوگ دیوانہ وار ٹوٹے پڑتے ہوں اور وہ شخصیت حجاب کے پیچھے رہنے کی بجائے لاکھوں کے مجمع میں بار بار جلوہ کرتی ہو اس کے پاس اتنا وقت کہاں سے آیا جب کاغذ قلم لے کر بیٹھے اور کتب فتاویٰ سے حوالے تلاش تلاش کر لوگوں کے مشکل سوالات پر تحقیقی جوابات تحریر فرمائے اور جوابات بھی ایسے نپے تلے کہ بڑے سے بڑا مفتی کاٹ نہ سکے، یہ خاص فضل الٰہی نہیں تو اور کیا ہے..... جاری ■◄

مسجد کی چپل

(از: محمد شعیب خان رضوی بریلوی

گزشتہ جمعہ کو نماز جمعہ سے پہلے امام صاحب سے ملاقات ہوئی، امام صاحب نے مسجد میں خطاب پر اصرار کیا، فقیر راقم الحروف نے رضامندی کا اظہار کر دیا، قریب ۲۰ رسے ۲۵ رمنٹ تک قوم مسلم کی دین وشریعت سے غفلت پر مختصر گفتگو کے بعد، خطبہ جمعہ، پھر نماز، فارغ ہو کر مسجد سے نکلے، اتنے میں ایک صاحب کی چپلیں جو مسجد کے باہر چپل اتارنے کی جگہ سے بھی دور رکھی تھیں غائب ہونے کی خبر ہوئی۔

ایک صاحب نے اس خبر پر دفعتاً ایک بات کہہ دی جو دل میں گھر کر گئی، بولے ہمارے دل اس قدر سیاہ ہو چکے ہیں کہ اب ہمیں کتنا بھی خوف خدا سے ڈرایا جائے، شریعت کی پاسداری، اخوت بین المسلمین کا سبق پڑھایا جائے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، قوم اب بدکرداری کے اس عمیق گڑھے میں جا گری ہے جس سے موجودہ دور میں نکلنا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے، اللہ عزوجل ہم پر رحم فرمائے، موصوف کی یہ بات کچھ تلخ تو ضرور لیکن تھی حقائق پر مبنی، ہماری قوم کی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے اور

اصلاح مفاسد کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔

چپل ایک ایسی چیز ہے جس میں پیر ڈالتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اپنی ہے یا پرائی، رنگ، ڈیزائن، کمپنی، سائز سب ایک سا ہی کیوں نہ ہو لیکن پیر پڑتے ہی یہ ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ وہ نہیں جو میں پہن کر آیا تھا، پوری مسجد خالی ہو جانے کے بعد بھی اس جیسی چپل نہ ملی، اللہ تعالیٰ ان چپل چوروں کو عقل سلیم دے۔

یہ بات ضرور ہے کہ ایک چپل چوری پر پوری قوم کے بارے میں مندرجہ بالا بات بولنا درست معلوم نہیں ہوتا، لیکن چپل صرف ایک مثال ہے، مسجد سے باہر نکلتے ہی قوم کا رخ ایسے کاموں کی جانب ہوتا ہے جن کو دیکھنے اور سننے کے بعد زبان ایسی باتیں نکالنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ◆◆◆

جذبے اور جنون کو مرنے نہ دیں

(از: اسمٰعیل بدایونی

ہوشربا مہنگائی نے متوسط طبقے کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، ایک ایسی صورتِ حال میں جب جسم و جاں کا رشتہ برقرار رکھنا مشکل ہو چکا ہے کتب فروش تیزی سے اپنا کاروبار تبدیل کر رہے ہیں پبلشرز کام کو سمیٹ رہے ہیں کیونکہ اب اس کاروبار سے چولہا جلانا بہت مشکل ہو چکا ہے۔

اشاعت کتب کے ضمن میں جو کچھ ہمیں دکھائی دے رہا ہے وہ دیوانگی ہے، جذبہ ہے اور جنون ہے؛ میں پھر یہ ہی کہوں گا اس جذبے اور جنون کو مرنے نہیں دیجیے گا کیونکہ محض یہ جذبہ نہیں مرے گا تہذیب مرے گی، علم مرے گا، اقدار مریں گی، شعور مرے گا، یہ جذبہ روکے ہوئے ہے، معاشرتی وحشت کو، بے شعوری کو، جہالت کے اندھیرے کو۔

ساتھ دیجیے، حوصلہ دیجیے، تعاون کیجیے، مدد کیجیے، ان تمام دوستوں کی جو اس جنون کی آبیاری میں اپنا آج قربان کر رہے ہیں، آپ کے مستقبل کو اندھیروں سے بچانے کے لیے، عقیدے اور اخلاق کے تحفظ کے لیے، اطفالِ امت کے بہتر مستقبل کے لیے۔

احبابِ من! مجھے اس دشت کی سیاحت کا بخوبی اندازہ ہے، کسی بھی کتاب کے ایک ایڈیشن کے بعد اب دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی ہمت نہیں ہوتی، بلکہ ایک ایڈیشن کی اشاعت ہی ہو جائے تو وہ لکھاری خوش نصیب لکھاریوں میں شمار ہوتا ہے، آدمی سسکنے لگتا ہے، کئی لوگ مشکلات کا شکار ہوئے اور اس کارِ خیر کو خیر باد کہہ چکے، اللہ تعالیٰ ہمارے ان دوستوں کو سلامت رکھے جو اس جذبے و جنون کو سلامت رکھے ہوئے ہیں۔

جذبے و جنون سے سرشار ان ہی دوستوں میں ہمارے ایک بہت پیارے دوست ہیں بھائی عتیق الرحمٰن (مالیگاؤں) دینی کتب کی اشاعت کے حوالے سے بڑے سرگرم ہیں، بھائی زبیر قادری صاحب (ممبئی) کے ساتھ مل کر انہوں نے انڈیا میں سنہری صحاح ستہ، سنہری فہم القرآن کی اشاعت کی اور اب سنہری تفسیر قرآن کو انڈیا میں شائع کر رہے ہیں بلکہ اب تک شائع ہو چکی ہوگی، انڈیا میں مسلمان بچوں کی اخلاقی و دینی تربیت کے لیے سنہری سیریز کی اشاعت کا انہوں نے بیڑا اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ کامیاب کرے، آمین۔ ◆◆◆

نماز کا ایک انوکھا اور حیران کن پہلو

سوشل میڈیا سے

میں تلاوت کر رہا تھا تو سورۃ المعارج کی ایک آیت پر آ کر رک سا گیا، بات انسان کی تخلیق کے بارے میں تھی کہ انسان اصل میں پیدا کیسا ہوا ہے، ایسی کوئی بھی آیت آئے تو میں رک کر تھوڑا سا سوچنے لگتا ہوں، آیت تھی:

''اِنَّ الاِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت کم حوصلہ پیدا کیا گیا ہے۔''

میں نے انگریزی ترجمہ دیکھا، تو ھلوعا کا مطلب اینگوئش لکھا تھا، اب اینگوئش کا مطلب اردو میں سمجھوں تو یہی لگتا ہے کہ ایسا انسان جس میں بے چینی، تشویش، یا بے صبری سی ہو، بہر حال میں نے ''کم ہمت'' پر ہی اکتفا کر لیا اور اسے بے صبری کے معنوں میں لے لیا، اگلی آیت کچھ اور بھی معنی خیز تھی:

''اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا۔ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی

ہے تو بہت گھبرا جاتا ہے۔''

''جزوعا'' کا لفظ تو مجھے سمجھ آ گیا، انگریزی میں ترجمہ بھی قریب قریب ہی تھا، امپیشنٹ، مطلب بے چین، یعنی تکلیف پہنچے تو انسان چاہتا ہے، بس اب یہ رفع ہو جائے، بس ختم ہو جائے کسی طرح۔

''وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا۔اور جب اس کے پاس خوش حالی آتی ہے تو بہت بخیل بن جاتا ہے۔''

''منوعا'' یعنی کنجوس جب اسے کوئی نعمت ملتی ہے، تو اس کا دل چاہتا ہے بس اس کے پاس ہی رہے وہ نعمت، کسی اور کو نہ مل جائے، جو رلا دینے والی آیت تھی، وہ بعد میں آئی:

''اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۔ مگر وہ نمازی ایسے نہیں ہیں۔''

یعنی نماز پڑھنے والے لوگوں کے علاوہ انسان کی حالت اسی طرح کی ہے، انسان کی یہ پیدائشی حالت صرف اس صورت میں بدل سکتی ہے، جب وہ نماز قائم کر لیتا ہے۔

مجھے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی یہ سوچ کر میں پہلی تین آیات پڑھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہی بنائے انسان کی کمیاں اور خامیاں گنوا رہا ہے، لیکن ''الا المصلّین'' پڑھا تو دل مطمئن سا ہو گیا کہ ان کمیوں اور خامیوں کو پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے راستہ رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ ''ھلوعا، جزوعا اور منوعا'' کی دلی اور جذباتی حالتوں سے نکل سکتا ہے اور میں سوچنے لگا، یعنی تصور کرنے لگا، کہ انسان سے تشویش، بے چینی اور کنجوسی نکل جائیں تو کیسی حالت ہوتی ہے انسان کی۔

یعنی نماز کی برکت کے طفیل اگر انسان کے دل سے تشویش، بے چینی اور کنجوسی نکل جائے اور اس کی پریشانی، گھٹن اور تنگدلی دور ہو جائے تو انسان میں کیسی وسعت اور کیسی کشادگی آ جاتی ہے، انسان کی طبیعت کتنی ہلکی پھلکی ہو جاتی ہے اور اس کے دل پر بوجھ ڈالنے والی چیزیں کس طرح غائب ہو جاتی ہیں، نمازی اس بخوبی احساس کرتا ہے اور یہ حقیقت اسے تسلیم کرنے پڑتی ہے کہ بے شک نماز ایک عظیم نعمت ہے۔

عربی زبان کی حیرت انگیز خوبیاں

سوشل میڈیا سے

خلیفۂ اعلیٰ حضرت پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ صدر شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اپنی معرکۃ الآرا کتاب "المبین" میں لکھتے ہیں:

"اب چند الفاظ انسان کے متعلق ملاحظہ ہوں:

آدمی جب تک شکم مادر میں ہے اسے ''جنین'' کہتے ہیں پیدا ہوا تو ''ولید'' ہے، سات دن تک ایسا کمزور اور غیر حساس رہتا ہے کہ دودھ کھینچنے کی بھی اس میں قابلیت نہیں رہتی، ان ایام میں اسے ''صدیغ'' کہتے ہیں۔

دودھ پینے کی قابلیت آ گئی تو ''رضیع'' ہے، دودھ چھوٹا تو ''فطیم'' کچھ نشو و نما پایا اور زمین پر کھسکنے لگا تو ''دراج'' ہے، دودھ کے دانت ٹوٹے تو ''مثغور'' ہے اور دودھ کے دانت ٹوٹ کر پھر نکلنے شروع ہوئے تو ''مثغر'' دس برس یا اس سے زیادہ کا ہوا تو ''مترعرع'' اور بلوغت کے قریب عمر آ گئی تو ''یافع'' یا ''مراہق'' اور بالغ ہوا قوی میں توانائی آئی تو ''حروز''

پھر ان تمام مدارج عمر لئے ایک لفظ عام ''غلام'' ہے، سبزہ و خط نمودار ہوا تو ''باقل'' سبزہ بڑھ کر سیاہ خط ہو گیا تو ''فتی'' یا ''شارخ'' داڑھی مونچھ اچھی طرح نکل اور چہرہ بھر گیا تو ''مجتمع'' اور ابھی چالیس برس کا نہیں ہوا ہے تو ''شاب'' چالیس سے متجاوز ہوا مگر ساٹھ تک نہیں پہنچا تو ''کہل'' ہے۔

بیمار ہوا تو ''علیل'' ہے، بیماری بڑھ گئی ہے تو ''سقیم و مریض'' بہت زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو ''وقید'' اور اعضائے رئیسہ نے اپنا فعل چھوڑنا شروع کر دیا تو ''دنیف'' زندگی کی امید ہی نہ رہی تو ''حریض۔" (المبین ص ۱۸۶ – ۱۸۷ مطبوعہ دار الاسلام لاہور)

میرا خیال ہے کہ عربی زبان سے شغف رکھنے والے تمام طلبا اور علما کو ایک بار اس دلچسپ کتاب ''المبین'' کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے، بہت سے مخفی امور منکشف ہوں گے۔

مختصرات

بیٹیوں کی تربیت

از: لقمان شاہد

بیٹیوں کو لاڈ پیار دیں، اچھی تعلیم اور ماحول فراہم کریں، لیکن ان کی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونے دیں، اُمورِ خانہ داری، مہمان نوازی اور وضع داری میں انھیں کسی قسم کی سُستی کا شکار نہ ہونے دیں، پرانی عقل مند مائیں کہا کرتی تھیں:

"بیٹیوں کو وقت، بے وقت نیند سے بیدار کرتے رہنا چاہیے اور کھانا کھاتے ہوئے بھی بار بار اٹھانا چاہیے، تا کہ سُستی کاہلی کا ان میں نام ونشان نہ رہے۔"

جو مائیں امور خانہ داری میں بیٹیوں کی رعایت کرتی رہتی ہیں، انھیں ہنر سکھانے کے بجائے کہتی ہیں:

"یہ ابھی بچی ہے، تھکی ہوئی ہے، پڑھائی کرتی ہے، ابھی اس کی نیند پوری نہیں ہوئی وغیرہ وغیرہ۔"

وہ بیٹیوں کو سُست اور کاہل بنا دیتی ہیں، ایسی بیٹیوں کی جب شادی ہوتی ہے تو چوں کہ ہنر تو وہ سیکھی نہیں ہوتیں، اس لیے دن رات یا سوئی رہتی ہیں یا ٹی وی اور موبائل دیکھتی رہتی ہیں ۃ؛ جو تھوڑا بہت کام کرتی بھی ہیں تو اسے بہت زیادہ سمجھ بیٹھتی ہیں اور تھک ہار کر بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر ایک دن آتا ہے کہ نہ ختم ہونے والے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، جو زندگی کو عذاب بنا کے رکھ دیتے ہیں۔

حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنے بڑے صاحبزادے کے لیے ایک جگہ رشتہ طے کرنے گئے اور رات وہیں قیام کیا، جب عشا کی نماز کے بعد وظائف وغیرہ سے فارغ ہوئے تو اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا: بیٹی کو ذرا بلائیں، انھوں نے بیٹی کی والدہ سے کہا تو وہ کہنے لگیں:

"بیٹی سو گئی ہے، صبح ملے گی، ہم نے اسے کبھی سوتے ہوئے نہیں جگایا۔"

آپ رحمہ اللہ صبح بغیر رشتہ طے کیے ہی خاموشی سے گھر آ گئے اور کہنے لگے:

"یہ بیٹی ہمارے والی نہیں، ہمارا گھر تو درویشوں کا گھر ہے، کوئی مہمان رات گئے بھی آسکتا ہے؛ تو کیا ہم صبح تک بہو کے بیدار ہونے کا انتظار کرتے رہا کریں گے کہ وہ اٹھے اور مہمان کو کھانا پانی دے۔"

قبلہ والد گرامی کہتے ہیں:

"میرے ایک عمر رسیدہ دوست تھے، جو عقل مند، معاملہ فہم اور بڑے مال دار تھے، ان کی ایک ہی بیٹی تھی، جب اس کی شادی کا وقت آیا تو اسے پاس بٹھا کر کہنے لگے:

بیٹی میری بات غور سے سنو! آج کے بعد تمہارا سسرال ہی تمہارا گھر ہوگا، تم نے وہاں نبھا کر کے دکھانا ہے، تم نے بات بات پر اپنے شوہر سے ناراض ہو کے میکے نہیں چلے آنا، جب بھی یہاں آنا ہے ہنسی خوشی آنا ہے۔

یہ کبھی نہیں سوچنا کہ تم ایک امیر باپ کی بیٹی ہو، بلکہ تمہارے ذہن میں یہ بات ہونی چاہیے کہ تم ایک بااصول باپ کی بیٹی اور اپنے شوہر کی فرماں بردار بیوی ہو، سسرال میں چھوٹی موٹی باتیں ہو جایا کرتی ہیں، تُم نے انھیں کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا، نہ وہاں کی باتیں میکے آ کر کرنی ہے، نہ میکے کی سسرال میں۔"

اللہ کریم ہماری بیٹیوں کے نصیب نیک کرے اور ہمیں ان کی دینی دنیوی اچھی تربیت کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

◆◆◆

حرام چھوڑ کر تو دیکھئے

سوشل میڈیا سے

شام کے مشہور ادیب شیخ علی طنطاویؒ نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ: دمشق میں ایک بہت بڑی مسجد ہے جو "جامع توبہ" کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد کا نام "مسجد توبہ" رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پہلے بے حیائی ومنکرات کا مرکز تھا، ساتویں صدی ہجری میں ایک مسلمان بادشاہ نے اس کو خرید کر وہاں ایک مسجد تعمیر کرائی۔

ایک طالب علم جو بہت زیادہ غریب اور عزت نفس میں مشہور تھا، وہ اسی مسجد کے ایک کمرے میں رہتا تھا اور وہیں اپنے شیخ کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر علم دین حاصل کر رہا تھا، ایک مرتبہ اسے کھانے کو کچھ نہ ملا، دو روز گزر چکے تھے کہ اس نے کچھ نہیں کھایا تھا اور اس کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی اور نہ ہی کھانا خریدنے کے لیے کوئی پیسہ اس کے پاس تھا، تیسرے روز بھوک کی شدت سے اس نے احساس کیا کہ وہ مرنے کے قریب ہے! سوچنے لگا کہ اب میں اضطراری حالت میں ہوں کہ شرعاً مردار کھانا اور ضرورت کے مطابق چوری جائز ہے، اسی بنا پر اسے چوری کا راستہ مناسب آپشن لگا۔

شیخ طنطاوی کہتے ہیں: یہ سچا واقعہ ہے اور میں ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں اور اس واقعہ کی تفصیل سے آگاہ ہوں، میں صرف حکایت بیان کروں گا، نہ حکم نہ ہی فیصلہ! باقی نتیجہ وعبرت خود ہی اخذ کیجئے گا۔

یہ مسجد ایک قدیمی محلہ میں واقع ہے اور وہاں تمام مکانات قدیمی طرز پر اس طرح بنے ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کی چھتیں آپس میں ملی ہوئی ہیں اور چھتوں سے ہی سارے محلہ میں جایا جاسکتا ہے، یہ جوان مسجد کی چھت پر گیا اور وہاں سے محلے کے گھروں کی طرف چل دیا، پہلے گھر میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں کچھ خواتین ہیں، وہ سر جھکا کے وہاں سے چلا گیا، بعد والے گھر پہنچا تو دیکھا گھر خالی ہے اور اس گھر سے کھانے کی خوشبو آرہی ہے۔

بھوک کی شدت میں جب کھانے کی خوشبو اس کے دماغ میں پہنچی تو اس کو اپنی طرف کھینچ لیا، یہ مکان ایک منزلہ تھا، چھت سے بالکونی اور پھر وہاں سے صحن میں کود گیا، فوراً باورچی خانے میں پہنچا، دیگچی کا ڈھکن اٹھایا تو اس میں بھرے ہوئے بینگن کا سالن تھا، ایک بینگن اٹھایا، بھوک کی شدت سے سالن کے گرم ہونے کی بھی پروا نہیں کی۔

بینگن کو دانتوں سے کاٹا اور جیسے ہی نگلنا چاہا تو اسی وقت عقل اپنی جگہ واپس آگئی اور اس کا ایمان جاگ گیا، اپنے آپ سے کہنے لگا: خدا کی پناہ! میں طالب علم ہوں، لوگوں کے گھر میں گھسوں اور چوری کروں؟ اسے اپنے اس فعل پر شرم آگئی۔

پشیمان ہوا اور استغفار کیا اور پھر بینگن کو واپس دیگچی میں رکھ دیا، پھر جیسے آیا تھا ویسے ہی سراسیمہ واپس لوٹ گیا اور مسجد میں داخل ہو کر شیخ کے حلقہ درس میں حاضر ہوا، درحالیکہ بھوک کی شدت سے سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ شیخ کیا درس دے رہے ہیں؟ جب شیخ درس سے فارغ ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے، تو ایک خاتون مکمل حجاب میں وہاں آئی۔ (اس زمانے میں خواتین کا بغیر حجاب کے وجود نہیں تھا) اور شیخ سے کچھ گفتگو کی۔

وہ طالب علم ان دونوں کی گفتگو نہیں سمجھ سکا، شیخ نے اپنے اطراف میں نگاہ کی تو اس طالب علم کے علاوہ کسی کو وہاں نہ پایا، پھر اس کو آواز دی اور کہا: تم شادی شدہ ہو؟ جوان نے کہا: نہیں! شیخ نے کہا: تم شادی نہیں کرنا چاہتے؟ جوان خاموش رہ گیا، شیخ نے پھر کہا: مجھے بتاؤ، تم شادی کرنا چاہتے ہو یا نہیں؟

اس جوان نے جواب دیا: خدا کی قسم میرے پاس ایک لقمہ روٹی کے لئے پیسے نہیں ہیں، میں کس طرح شادی کروں؟ شیخ نے پھر کہا: مجھے بتاؤ، تم شادی کرنا چاہتے ہو یا نہیں؟ اس جوان نے جواب دیا: خدا کی قسم میرے پاس ایک لقمہ روٹی کے لئے پیسے نہیں ہیں، میں کس طرح شادی کروں؟

شیخ نے کہا: یہ خاتون آئی ہے، اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس کا شوہر وفات پا گیا ہے اور اس شہر میں بے کس ہے اور اس کا دنیا میں سوائے ایک ضعیف چچا کے کوئی عزیز ورشتہ دار نہیں، اپنے چچا کو یہ اپنے ساتھ لے کر آئی ہے اور وہ اس وقت اس مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اس خاتون کو اس کے شوہر سے گھر اور مال میراث میں ملا ہے، اب یہ آئی ہے اور ایسے مرد سے شادی کرنا چاہتی ہے جو شرعاً اس کا شوہر اور اس کا سرپرست ہو، تاکہ تنہائی اور بدطینت انسانوں سے محفوظ رہے، کیا تم اس سے شادی کرو گے؟

جوان نے کہا: ہاں اور پھر اس خاتون سے پوچھا: تم اس کو اپنے شوہر کے طور پر قبول کرتی ہو؟ اس نے بھی مثبت جواب دیا، شیخ نے اس خاتون کے چچا اور دو گواہوں کو بلا کر ان دونوں

کا عقد پڑھ دیا اور اس طالب علم کے بجائے خود اس خاتون کا مہر ادا کیا اور پھر اس خاتون سے کہا: اپنے شوہر کا ہاتھ تھام لو۔

اس نے ہاتھ تھام لیا اور اپنے گھر کی طرف اپنے شوہر کی رہنمائی کی، جب گھر میں داخل ہوئی تو اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا، وہ نوجوان اپنی زوجہ کے حسن و جمال سے مبہوت ہو گیا اور جب اس گھر کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہی گھر ہے، جس میں وہ داخل ہوا تھا، زوجہ نے شوہر سے پوچھا کہ تمہیں کچھ کھانے کے لئے لے آوں؟

کہا: ہاں! اس نے دیگچی کا ڈھکن اٹھایا اور بینگن کو دیکھا اور بولی: عجیب ہے، گھر میں کون آیا تھا اور اس نے بینگن کو دانتوں سے کاٹا ہے؟! وہ نوجوان رونے لگا اور اپنا قصہ اس کو سنا دیا، زوجہ نے کہا: یہ تمہاری امانت داری اور تقویٰ کا نتیجہ ہے، تم نے حرام بینگن کھانے سے اجتناب کیا تو خدا نے سارا گھر اور گھر کی مالکہ کو حلال طریقے سے تمہیں دے دیا۔

بے شک جو کوئی اللہ کی خاطر کسی گناہ کو ترک کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو اللہ پاک اس کے مقابل میں بہتر چیز اس کو عطا کرتا ہے۔

◆◆◆

ص ۵۴ کا بقیہ

تیرے لیے پسینہ بہایا ہے باپ نے
چین وسکون اپنا گنوایا ہے باپ نے
اس کے کیے پہ پانی پھیرو نہ بیٹیو!
چہرہ کسی کے سامنے کھولو نہ بیٹیو!
اسلام کے دامن پہ سیاہی نہ لگاؤ
غیروں سے کسی طور بھی شادی نہ رچاؤ
تیرے لیے جو خواب سجایا ہے باپ نے
بہتر وہی جو رشتہ لگایا ہے باپ نے
مٹی میں گھر کی شان ملاؤ نہ بیٹیو!
ماں باپ کا کلیجہ جلاؤ نہ بیٹیو!
تم نے قدم اٹھایا جو دولت کی چاہ میں
قیمت نہیں رہے گی خدا کی نگاہ میں
علم و ہنر سے تم کو سنوارا ہے باپ نے
مٹی سے تم کو ہیرا بنایا ہے باپ نے
سر سے ردا حیا کی اتارو نہ بیٹیو!
کوئی غلط قدم بھی اٹھاؤ نہ بیٹیو!
افروزؔ کے اشعار کو اک بار تو پڑھو
دل سے کہے گیے ہیں ان کو ذرا سنو
اسلام کا سبق جو پڑھایا ہے باپ نے
بہتر وہی جو رستہ دکھایا ہے باپ نے
غیروں کے جال میں کبھی آؤ نہ بیٹیو!
دامن پہ کوئی داغ لگاؤ نہ بیٹیو!

◆◆◆

ص ۴۵ کا بقیہ

وقت زائر طیبہ کا کیا حال ہونا چاہئے، اس کو بھی نہایت دل نشیں انداز میں تحریر فرما کر اتباع شریعت پر تلقین کرتے ہوئے اپنی مستطاب کتاب کا اختتام فرمایا ہے۔

قابل مبارکباد ہیں وہ تمام خوش نصیب افراد جنہوں نے حضور صدر العلماء کے اس شاندار علمی کارنامے کو گوشہ گمنامی سے باہر نکال کر امت مسلمہ کے سامنے بالعموم رضویات کے متلاشی حضرات کے سامنے بالخصوص پیش فرما کر ایک عظیم ولائق تحسین کارنامہ انجام دیا، اللہ عزوجل ان کے اس کارنامے کو شرف قبولیت عطا فرمائے کتاب کا سائز کمپوزنگ وڈزائننگ بہترین ہے اور کاغذ بہترین ہے البتہ پروف ریڈنگ میں عجلت پسندی کا عنصر جگہ جگہ صاف نظر آرہا ہے، اگلے ایڈیشن میں امید قوی ہے کہ مزید رتابانی نظر آئے گی۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

مگر یہ کارنامہ فاؤنڈیشن کے لئے لائق صد افتخار ہے اللہ عزوجل کنز الایمان فاؤنڈیشن اور ان کے تمام کارکنان کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کی اور ہم سب کو بزرگان دین سے وابستگی کو مزید مستحکم فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

◆◆◆

ہے رضا کے خانوادے میں الگ ان کا مقام

(از: محبوب گوہر اسلام پوری)

اک مسلّم شخصیت، اک عبقری، اک نابغہ
جانشین مفتی اعظم حضور اختر رضا

ہے رضا کے خانوادے میں الگ ان کا مقام
علمی دنیا نے انھیں دیکھا بچشمِ احترام

وارثِ علمِ امام احمد رضا کہتے ہیں سب
زیب دیتا ہے انھیں تاج الشریعہ کا لقب

علمی و روحانی قدروں کے رہے بن کر امین
مفتی اعظم نے خود اپنا بنایا جانشین

مفتی اعظم کے مظہر، پرتوِ حامد رضا
شاہ جیلانی میاں کے فکر و فن کا آئنہ

سر سے پا تک ہے کرامت علمی و فکری وجود
تیرہ سو باسٹھ ہے ہجری آپ کا سالِ نمود

خاندانی رسم کے پیش نظر باقاعدہ
رسمِ بسم اللہ خوانی کی گئی گھر پر ادا

والدہ سے ناظرہ قرآن کی تکمیل کی
والدِ ماجد سے اگلے درس کی تحصیل کی

جلد ہی پھر منظر اسلام میں داخل ہوئے
مقتدر علما سے پڑھ کر عالم و فاضل ہوئے

بعدہٗ اسلامیہ کالج سے بھی باضابطہ
کر لیا خود کو علوم عصر سے آراستہ

جامعہ ازہر کی خاطر باندھا پھر رختِ سفر
علم و فن کے نور سے روشن کیا فکر و نظر

ہجری تیرہ سو چھیاسی میں وہاں سے لی سند
کر لیا اونچا جہان آگہی میں اپنا قد

آئے علمی تاج لے کر مصر سے ہندوستاں
جشن کا شہر بریلی میں الگ ہی تھا سماں

مفتی اعظم گئے جنکشن پہ استقبال کو
دی دعائیں، چوم کر پیشانی اپنے لال کو

ہجری تیرہ سو اِکاسی ماہ تھا شعبان کا
جب خلافت مفتی اعظم نے فرمائی عطا

مفتی اعظم نے دے کر ہاتھ میں سارا نظام
کہہ دیا اختر میاں ہیں اب مرے قائم مقام

مصر سے لے کر سند تشریف جب لے آئے گھر
منظر اسلام میں دکھلایا تدریسی ہنر

ہاں مگر فرما چکے جب مفتی اعظم وصال
سلسلہ تدریس کا پھر رہ نہ پایا تھا بحال

کارِ افتا کے علاوہ تھے کئی کارِ دگر
ملک و بیرونِ ممالک کا ہوا جاری سفر

مجلسیں آراستہ کیں دعوت و ارشاد کی
ہر وراثت کو سنبھالا جو کہ تھی اجداد کی

بعد میں دولت کدے سے سلسلہ تدریس کا
بیشتر مصروفیت کے بعد بھی جاری کیا

اک طرف تبلیغی دورہ اک طرف فتوے کا کام
بیچ میں تصنیفی کاموں کا بھی رہتا ازدحام

آپ نے تصنیفی دنیا میں بھی دکھلایا کمال
جملہ تصنیفات میں موجود ہے علمی جمال

آپ کے نادر فتاوے کی جداگانہ ہے شان
سارے فتوؤں سے عیاں ہے عبقریت کا نشان

جزئیاتِ فقہ پر بھی تھی بڑی گہری نگاہ
بلکہ اقلیمِ فقاہت کے نظر آتے تھے شاہ

تھے فقاہت میں وہ اپنے عہد کے فردِ فرید
مفتیانِ دہر بھی ہوتے تھے ان سے مستفید

آپ کو حاصل رہی ہے مرجعیت تا حیات
مخزنِ علم و کمال و فضل تھی حضرت کی ذات

استقامت اور تصلب کے تھے اک کوہ گراں
بحرِ علم و معرفت تھا ذاتِ اقدس میں رواں

علم کے فرماں روا، شاہنشہِ فکر و قلم
نعت کے میداں میں بھی یکتا تھی ذاتِ محتشم

ماشاء اللہ آپ نے نعتیں کہی ہیں شاندار
آپ کی ہر نعت ہے اپنی جگہ پر شاہکار
آپ کا دیوان پڑھ کر بول اٹھے اہل زباں
منفرد اختر رضا ہیں شاعروں کے درمیاں
نظم ہو یا نثر، ہر فن میں ملا اوج و کمال
کیسے لائے گا زمانہ عبقریت کی مثال
شرق ہو یا غرب چرچے ہو رہے ہیں چار سو
بستی بستی، قریہ قریہ، خطہ خطہ، کوبہ کو
شہرت و مقبولیت نے آپ کے چومے قدم
چونکہ ملی کارنامے انتہائی ہیں اہم
عالمِ اسلام کا ایسا کوئی خطہ نہیں
جس جگہ پر آپ کی دانائی کا شہرہ نہیں
مرجعِ فقہ و فتاویٰ، مرکزِ علم و عمل
عہدِ حاضر میں نہیں ملتا کہیں ان کا بدل
مصر سے بھی فخرِ ازہر کا ملا اعزاز ہے
گویا ان کی مادرِ علمی کو ان پہ ناز ہے
مسئلے کے حل کی خاطر آپ نے باقاعدہ
مرکزی دارُالقضا کو بخشا حسنِ ارتقا
ہے بریلی شہر میں جو دارالافتا مرکزی
آپ کے صدقے اسے شہرت ملی ہے عالمی
ایک شرعی کونسل کا بھی ہے فرمایا قیام
فقہی سیمینار کا ہوتا جہاں ہے اہتمام
ماہنامہ سنّی دنیا کا بھی رتبہ ہے الگ
پورے ہندو پاک میں یہ اک رسالہ ہے الگ
ارضِ متھرا پور میں ہے جو مثالی جامعہ
وہ بھی تعلیمی تناظر میں ہے شان ایشیا
آنکھ نورانی، کشادہ ظرف، روشن دل ہوا
غسل کعبہ کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا
خوبیاں دو چار ہوں تو کوئی کر پائے رقم
دیکھ کر اوصاف خود حیرت میں ڈوبا ہے قلم
حضرتِ اختر رضا ہر طور سے ہیں باکمال
دور تک ملتی نہیں اِس عہد میں ان کی مثال
ان کے شہزادے ہیں ان کے علم و فن کے جانشین
حضرتِ عسجد رضا خاں ناشرِ دینِ متین
قائد ملت کا ان کو زیب دیتا ہے خطاب
ان کے علم و فن سے برپا ہو رہا ہے انقلاب
مسلک حق کی اشاعت میں ہیں ہر لمحہ مگن
رکھتے ہیں پیشِ نظر تاج الشریعہ کا مشن
کامیابی سے خدا فرمائے ان کو ہمکنار
ان سے ہونا ہے ابھی ملت کا کارِ بے شمار
جو بریلی سے ملی سوغات ہی کچھ اور ہے
حضرتِ اختر رضا کی بات ہی کچھ اور ہے
کر کے علم و فضل سے اہل جہاں کو مالا مال
دو ہزار اٹھارہ میں حضرت نے فرمایا وصال

◆◆◆

قربانی اپنے باپ کی بھولو نہ بیٹیو!

(از: افروز تعلیمی، مقیم حال ابوظبی متحدہ عرب امارات)

محنت سے تم کو ناز سے پالا ہے باپ نے
خود لڑکھڑا کے تم کو سنبھالا ہے باپ نے
قربانی اپنے باپ کی بھولو نہ بیٹیو!
پوچھے بغیر باپ سے نکلو نہ بیٹیو!
درگور کر رہے تھے تمہیں لوگ جس گھڑی
تم پر نبی کی شکل میں رحمت اتر پڑی
عزت وقار تم کو سکھایا ہے باپ نے
جینے کا طریقہ بھی بتایا ہے باپ نے
ماں باپ کا جنازہ نکالو نہ بیٹیو!
ان کے سروں سے تاج اچھالو نہ بیٹیو!
بے پردہ چلتی پھرتی ہو کچھ تو حیا کرو
پردہ بہت ضروری ہے پردہ کیا کرو

بقیہ ص ۵۲ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाआत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

JUNE - 2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

ادارہ سنی دنیا کا ایک عظیم کارنامہ، رضویات پر ایک گنج گراں مایہ

امام احمد رضا نمبر

جو حضرات یہ عظیم شاہکار حاصل کرنا چاہتے ہیں ادارہ کو ۲۰۰ روپے بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597